معارف

امام ابو حنیفہ

محسن اہل سنت علامہ

محمد عبد الحکیم شرف قادری

شیخ الحدیث

جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور۔

رضا اکیڈمی (رجسٹرڈ) لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معارف امام ابُوحنیفہ

مصنف

محسن اہلِ سنت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری

شیخ الحدیث

جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

مرتبہ

محمد عبدالستار طاہر مسعودی

ناشر

رضا اکیڈمی (رجسٹرڈ) محبوب روڈ، رضا چوک

مسجد رضا، چاہ میراں۔لاہور 39 فون نمبر 7650440

سلسلہ کتب 221

نام کتاب: .... معارف امام ابو حنیفہ

مصنف: .... محسن اہل سنت علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری

صفحات: 16

ناشر: .... رضا اکیڈمی (رجسٹرڈ) لاہور

ہدیہ: .... دعائے خیر بحق معاونین رضا اکیڈمی

مطبع: احمد سجاد آرٹ پریس، لاہور فون 7357159

نوٹ

بیرون جات کے حضرات دس روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر طلب فرمائیں

رضا اکیڈمی (رجسٹرڈ)

محبوب روڈ۔ رضا چوک۔ مسجد رضا۔ چاہ میراں فون:7650440

لاہور نمبر ۳۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پہلی بات

حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ العالی کی ذات محتاج تعارف نہیں۔

آپ ایک اسلامی مفکر، محقق، مترجم، مدرس، محدث اور عربی کے ماہر کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔ زیر نظر مجموعہ آپ کے چار تحقیقی مقالات پر مشتمل ہے:

۱۱/اپریل ۱۹۸۴ء کو جامعہ رضویہ، سیٹلائٹ ٹاؤن، راولپنڈی میں پڑھا گیا۔ جسے "انوار امامِ اعظم" مرتبہ علامہ محمد منشا تابش قصوری، مطبوعہ رضا اکیڈمی، لاہور ۱۹۸۹ء میں شامل کیا گیا ہے۔

ماہنامہ "نورِاسلام" شرقپور کے "امامِ اعظم نمبر" کیلئے لکھا گیا۔ پروگریسو بکس، اردو بازار، لاہور نے اس نمبر کی افادیت اور اہمیت کے پیشِ نظر کتابی صورت میں شائع کر دیا ہے۔

یکم رجب ۱۴۱۸ھ/ ۲/نومبر ۱۹۹۷ء کو امامِ اعظم سیمینار، جناح ہال، لاہور میں پڑھا گیا۔

اس مجموعہ کے پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ حضرت امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور ہدیۂ تبریک پیش کیا جائے۔

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور علم حدیث

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ابتداء قرآن و حدیث اور ائمہ اسلام کے ارشادات کی روشنی میں عظمت امام کے بارے میں کچھ عرض کر دیا جائے۔ ارشاد ربانی ہے:

والسّبقون الاولون من المهجرين والانصار والذين اتبعوهم باِحسان رضی الله عنهم ورضوا عنه. (التوبہ پ۱۱ رکوع ۲)

"اور سب میں اگلے پہلے مہاجر اور انصار اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی"

ترجمہ: کنزالایمان (امام احمد رضا بریلوی)

امام ابو حنیفہ تابعین میں سے ہیں اس لئے "رضی الله عنهم ورضوا عنه" کا مژدۂ جانفزا ان کے لئے بھی ہے۔ سرکار دو عالم ﷺ کا ارشاد ہے:

لو كان الدين عندالثريا لذهب به رجل من فارس۔[1]

"اگر دین ثریا کے پاس بھی ہو تو فارس کا ایک مرد اسے پالے گا"

علامہ سیوطی فرماتے ہیں یہ صحیح اور قابل اعتماد اصل ہے جس میں امام ابو حنیفہ کی بشارت ہے، علامہ سیوطی کے شاگرد اور سیرت شامیہ کے مصنف حضرت شیخ

۱۔ مسلم بن الحجاج القشیری، امام: مسلم شریف عربی (نور محمد، کراچی) ج ۲ ص ۳۱۲

محمد بن یوسف صالحی شافعی فرماتے ہیں کہ شیخ کا یہ فرمان بالکل صحیح ہے کہ اس حدیث کا اشارہ امام اعظم کی طرف ہے کیونکہ اہل فارس میں سے کوئی بھی ان کے مبلغ علم کو نہیں پہنچ سکا۔[۲]

امامِ اعظم کی خصوصیات

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ متعدد اوصاف میں دیگر ائمہ مجتہدین سے ممتاز ہیں۔

☆ آپ زمانۂ صحابہ میں پیدا ہوئے جو بہ حکم حدیث خیر القرون میں سے ہے۔

☆ آپ نے متعدد صحابۂ کرام کی زیارت کی' ان سے حدیثیں سنیں اور روایت بھی کیں۔

☆ تابعین کے دور میں اجتہاد کیا اور فتویٰ دیا' مشہور محدث امامِ اعمش حج کے لئے روانہ ہوئے تو مسائل حج امام صاحب سے لکھوا کر ساتھ لے گئے' حالانکہ وہ حدیث میں امام صاحب کے اساتذہ میں سے ہیں۔

☆ جلیل القدر ائمہ حدیث آپ سے روایت کرتے ہیں' حضرت عمرو بن دینار امام صاحب کے اساتذہ میں سے ہیں اس کے باوجود آپ سے روایت کرتے ہیں۔

☆ آپ نے چار ہزار مشائخ سے علم حاصل کیا' ائمہ ربعہ میں سے کسی دوسرے امام کے اتنے اساتذہ نہیں ہیں۔

☆ انہیں شاگردوں کی ایسی بے نظیر جماعت میسر آئی جو بعد میں کسی امام کو میسر نہ آئی۔

۲۔ ابن عابدین شامی : ردالمحتار' ج ۱' ص ۴۹

☆ خطیب بغدادی کہتے ہیں کہ حضرت وکیع ابن الجراح کی مجلس میں کسی نے کہہ دیا "ابو حنیفہ نے خطا کی" انہوں نے فرمایا:

"ابو حنیفہ کیسے غلطی کر سکتے ہیں؟ جبکہ ان کی مجلس علمی میں ابو یوسف' زفر اور محمد ایسے ماہرین قیاس اور مجتہد موجود ہیں' یحیٰی ابن زکریا' حفص ابن غیاث' حبان اور مندل ایسے حافظ الحدیث اور حدیث کی معرفت رکھنے والے ہیں' حضرت عبداللہ بن مسعود کی اولاد میں سے قاسم ابن معن ایسے لغت اور عربی زبان کے امام موجود ہیں' داؤد ابن نصیر طائی' فضیل ابن عیاض ایسے پیکر زہد و تقویٰ ہیں' جہاں ایسے لوگ موجود ہوں وہ انہیں غلطی نہیں کرنے دیں گے اور اگر ان سے خطا سرزد ہو بھی جائے تو یہ حضرات انہیں حق کی طرف پھیر دیں گے۔"

☆ آپ فقہ کے پہلے مدوّن ہیں' اس سے پہلے صحابۂ کرام اور تابعین اپنی یادداشت پر اعتماد کرتے تھے' امام صاحب نے محسوس کیا کہ اگر مسائل اسی طرح بکھرے رہے تو علم کے ضائع ہو جانے کا خطرہ ہے اس لئے آپ نے فقہ کو مختلف کتب اور ابواب پر مرتب کر دیا' امام مالک نے موطا کی ترتیب میں آپ ہی کی پیروی کی۔

☆ آپ کا مذہب دنیا کے ان خطوں میں پہنچا جہاں دوسرے مذاہب نہیں پہنچے۔

☆ آپ اپنے کاروبار کی آمدن سے گزربسر کرتے تھے' اہل علم پر خرچ کرتے اور کسی کا ہدیہ قبول نہیں کرتے تھے۔

☆ آپ کی عبادت و ریاضت' زہد و تقویٰ اور حج و عمرہ کی کثرت حد تواتر کو پہنچی ہوئی ہے۔[۳]

۳۔ محمد بن یوسف صالحی شافعی: عقود الجمان (مطبوعہ حیدر آباد' دکن) ص ۱۷۹۔ ۱۸۵

اکابرین اسلام کی تحسین اور ستائش

آپ کی تعریف و ثنا کرنے والوں میں عالم اسلام کے وہ مسلم امام ہیں جن کے مقابل مخالفین اور معترضین کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

امام ابو حنیفہ کی ملاقات حضرت امام جعفر صادق کے ساتھ حطیم کعبہ میں ہوئی انہوں نے معانقہ کیا اور خیریت دریافت کی' یہاں تک کہ خدام کی خیریت بھی دریافت کی' امام صاحب کے جانے کے بعد کسی نے پوچھا کہ اے فرزند رسول! آپ انہیں پہچانتے ہیں؟ امام جعفر صادق نے فرمایا:

> "میں نے تم سے بڑا بے وقوف نہیں دیکھا میں ان سے خدام تک کی خیریت دریافت کر رہا ہوں اور تم کہتے ہو کیا آپ انہیں پہچانتے ہیں؟
>
> یہ ابو حنیفہ ہیں اور اپنے شہر (کوفہ) کے سب سے بڑے فقیہ ہیں۔" [۴]

یاد رہے کہ کوفہ اس دور میں عالم اسلام کا اہم ترین علمی مرکز تھا۔ امام شافعی فرماتے ہیں:

> "کوئی شخص ابو حنیفہ کی کتابوں کا مطالعہ کئے بغیر فقہ میں کمال حاصل نہیں کر سکتا" [۵]

کادح ابن زحمہ کا بیان ہے:

ایک شخص نے امام مالک سے پوچھا کہ اگر کسی کے پاس دو کپڑے ہوں اور ان

۴۔ عبد القادر القرشی' امام: الجواہر المضیہ (مطبوعہ حیدر آباد' دکن) ج ۳ ص ۴۵۸

۵۔ حسین بن علی الصیمری: اخبار ابی حنیفہ وصاحبیہ ص ۸۱

میں سے ایک پاک اور ایک پلید ہو (اسے معلوم نہ ہو کہ پاک کونسا ہے) اور نماز کا وقت آ جائے تو وہ کیا کرے؟ امام مالک نے فرمایا: "غور و فکر کرے جس کے پاک ہونے کا غالب گمان ہو اسے استعمال کرے" (کادح ابن زحمہ کہتے ہیں) میں نے انہیں بتایا کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ان کپڑوں میں سے ہر ایک کو پہن کر ایک ایک دفعہ نماز ادا کرے، امام مالک نے اس شخص کو بلایا اور وہی مسئلہ بتایا جو امام ابو حنیفہ کا فتویٰ تھا۔[٦]

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اصل میدان اجتہاد اور استنباطِ مسائل تھا۔ حضرت ملا علی قاری نے خطیب خوارزمی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ امام ابو حنیفہ نے تراسی ہزار (۸۳۰۰۰) مسائل بیان فرمائے ہیں۔ جن میں سے اڑتیس ہزار (۳۸۰۰۰) مسائل عبادات سے اور باقی معاملات سے متعلق ہیں۔ اگر ابو حنیفہ نہ ہوتے تو لوگ گمراہی اور جہالت کی وادیوں میں بھٹک رہے ہوتے۔[٧]

اسی لئے آپ محدثانہ انداز میں حدیث پڑھانے اور اس کی روایت کی طرف متوجہ نہ ہو سکے، تاہم آپ حدیث کے عظیم ترین حافظ تھے، حافظ الحدیث اس عالم کو کہتے ہیں جسے ایک لاکھ حدیث متن اور سند سمیت یاد ہو اور سند کے ایک ایک راوی کے تمام حالات سے باخبر ہو۔

حضرت محمد ابن سماعہ فرماتے ہیں:

"امامِ ابو حنیفہ نے اپنی کتابوں میں ستر ہزار سے زیادہ حدیثیں پیش کی ہیں اور چالیس ہزار احادیث سے آثار صحابہ کا انتخاب کیا

٦۔ حسین بن علی الصمیری: اخبار ابی حنیفۃ وصاحبیہ ص ۴۷

٧۔ عبدالقادر قرشی، امام: الجواہر المضیہ ج ۲ ص ۴۷۲

ہے۔"[۸]

حضرات ائمہ حدیث کے چند ارشادات ملاحظہ ہوں

☆ یزید ابن ہارون فرماتے ہیں :

"ابو حنیفہ متقی، پرہیزگار، زاہد، عالم، زبان کے سچے اور اپنے زمانے کے سب سے بڑے حافظ تھے۔ میں نے ان کے معاصرین بھی پائے انہوں نے یہی کہا کہ انہوں نے ابو حنیفہ سے بڑا فقیہ نہیں دیکھا۔"[۹]

☆ مشہور نقاد اور حافظ الحدیث یحییٰ ابن معین فرماتے ہیں :

ابو حنیفہ فقیہہ ہیں، حدیث اور فقہ میں سچے ہیں اور اللہ کے دین کے امین ہیں۔"[۱۰]

☆ امیر المومنین فی الحدیث حضرت شعبہ نے آپ کے وصال پر دعائے خیر کے بعد فرمایا :

"اہل کوفہ سے نور علم کی ضیاء چلی گئی اب یہ لوگ ان جیسا قیامت تک نہیں دیکھیں گے"[۱۱]

☆ حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں :

"ابو حنیفہ علم میں نیزے کی انی سے زیادہ تیز راہ پر چلتے تھے، خدا کی

۸۔ عبدالقادر قرشی، امام : الجواہر المضیہ ص ۴/۴۷

۹۔ محمد بن یوسف صالحی شافعی امام : عقود الجمان : ص ۱۹۴

۱۰۔ " " " عقود الجمان : ص ۱۹۴

۱۱۔ حسین بن علی الصیمری : اخبار ابی حنیفۃ وصاحبیہ : ص ۶۶-۷

قسم! وہ علم کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے تھے، حرام کاموں سے منع فرماتے اور اپنے شہر والوں کیلئے سرچشمہ تھے، وہ صرف ان حدیثوں کا لینا جائز قرار دیتے تھے جو ان کے نزدیک صحیح سند کے ساتھ نبی اکرم ﷺ سے ثابت تھیں، وہ ناسخ و منسوخ حدیثوں کی کامل معرفت رکھتے تھے، وہ مستند راویوں کی روایات اور نبی اکرم ﷺ کے آخری فعل کی تلاش میں رہتے تھے اور علماء کوفہ کی اکثریت کو جس راہ حق پر پاتے اسے اپنا لیتے اور اسے اپنا دین قرار دیتے تھے"[12]

☆ قاضی القضاۃ امام ابو یوسف فرماتے ہیں :

"میں نے جس مسئلے میں بھی امام ابو حنیفہ سے اختلاف کیا تو غور کرنے پر ان کا مذہب ہی آخرت میں زیادہ نجات دینے والا معلوم ہوا بعض اوقات میں حدیث کی طرف رجحان اختیار کرتا تو وہ حدیث صحیح کے مجھ سے زیادہ واقف ہوتے"[13]

یہ بھی ان ہی کا بیان ہے کہ :

"ہم علم کے کسی باب میں امام ابو حنیفہ سے گفتگو کرتے جب امام کسی قول پر اپنا فیصلہ دے دیتے اور آپ کے تلامذہ اس پر متفق ہو جاتے یا امام صاحب فرماتے کہ ہمارا اس قول پر اتفاق ہے تو میں مشائخ کوفہ کے پاس اس توقع پر حاضر ہوتا کہ ان سے کوئی حدیث یا اثر صحابہ امام کے قول کی تائید میں حاصل کروں، چنانچہ

۱۲۔ حسین بن علی الصیمری : اخبار ابی حنیفۃ وصاحبیہ : ص ۷۔۶۶

۱۳۔ محمد بن یوسف صالحی : عقود الجمان ص ۳۲۱

کبھی مجھے دو حدیثیں مل جاتیں اور کبھی تین، میں وہ حدیثیں لا کر امام کی خدمت میں پیش کرتا تو وہ ان میں سے بعض کو قبول کر لیتے اور بعض کو رد کر دیتے اور فرماتے یہ صحیح نہیں ہے یا معروف نہیں ہے۔ حالانکہ وہ حدیث ان کے مذہب کے موافق ہوتی، میں عرض کرتا کہ آپ کو اس کا علم کیسے ہے؟ تو امام صاحب فرماتے کہ کوفہ کا تمام علم مجھے حاصل ہے۔"[۱۴]

☆ امام ترمذی جو ایک حدیث میں امام بخاری و مسلم کے بھی استاد ہیں جرح و تعدیل میں امام اعظم کے قول کو حجت تسلیم کرتے ہیں۔ ترمذی شریف کی دوسری جلد کتاب العلل میں ابو یحییٰ حمانی سے روایت کرتے ہیں میں نے ابو حنیفہ کو فرماتے سنا کہ،

"میں نے جابر جعفی سے بڑا جھوٹا اور عطاء ابن ابی رباح سے زیادہ فضیلت والا کوئی نہیں دیکھا۔"[۱۵]

☆ علامہ شمس الدین ذہبی نے آپ کو حفاظ حدیث میں شمار کیا ہے۔[۱۶]

تطبیق احادیث

احادیث میں اگر بظاہر تعارض واقع ہو تو پہلا مرحلہ یہ ہے کہ ان میں تطبیق دی جائے، امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو احادیث مختلفہ کی تطبیق میں بھی ید طولیٰ حاصل تھا۔

۱۴۔ محمد بن یوسف صالحی : عقود الجمان ص

۱۵۔ عبدالاول جونپوری : مقدمہ مفید المفتی (مکتبہ غوثیہ، ملتان) ص ۱۰۱

۱۶۔ الذہبی، علامہ : تذکرۃ الحفاظ (مطبوعہ بیروت) ج ۱ ص ۱۶۸

سب سے پہلے ایمان لانے کی سعادت کسے حاصل ہوئی؟ اس بارے میں مختلف روایات ہیں، پہلے پہل ان میں امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تطبیق دی کہ مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر، عورتوں میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ، بچوں میں حضرت علی اور غلاموں میں حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایمان لائے۔[۱۷]

اسی طرح رکعات نماز میں کسی کو شک واقع ہو جائے تو اسے کیا کرنا چاہئے؟ اس سلسلے میں تین مختلف روایتیں ہیں امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان میں یوں تطبیق دی کہ اگر کسی کو پہلی مرتبہ شک واقع ہو تو اسے از سر نو نماز پڑھنی چاہیے اور اگر اسے شک واقع ہوتا رہتا ہے تو غور کرے جس طرف اس کا غالب گمان ہو اس پر عمل کرے اور اگر کسی طرف بھی غلبۂ ظن حاصل نہیں اور دونوں جانبیں برابر ہیں تو کم تعداد کو اختیار کرے[۱۸] مثلاً" تین اور چار میں تردد ہو تو تین رکعتیں قرار دے اور ایک رکعت مزید پڑھ لے۔

امام ابو حنیفہ اور محدثین

یہ ایک حقیقت ہے کہ ہر باکمال پر حسد کیا گیا ہے اور دانستہ یا نادانستہ اس کی عظمت کو داغ کرنے کی کوشش کی گئی ہے اس لئے کوئی وجہ نہ تھی کہ امامِ اعظم پر حسد نہ کیا جاتا، امام صاحب نے اسی صورت حال کے پیش نظر فرمایا:

ان یحسدونی فانی غیر لائمهم قبلی من الناس اهل الفضل قد حسدو
فدام لی ولهم مابی ومابهم ومات اکثرنا غیظا لما وجدوا[۱۹]

۱۷۔ عبدالوہاب عبداللطیف: حاشیہ الصواعق المحرقہ (مطبوعہ مکتبہ قاہرہ، مصر) ص ۷۶

۱۸۔ عبدالعزیز پرہاروی: کوثر النبی (مکتبہ قاسمیہ، ملتان) ج ۱ ص ۴۱

۱۹۔ عبدالقادر القرشی: الجواہر المضیہ ج ۲ ص ۴۹۸

"اگر لوگ مجھ پر حسد کرتے ہیں تو میں انہیں ملامت نہیں کرتا مجھ سے پہلے فضیلت والوں پر حسد کیا گیا ہے۔ میری خوبی اور حالت میرے ساتھ رہی اور ان کی ان کے ساتھ اور ہم میں سے اکثر اپنے صدمے کے غصے میں مر گئے۔"

ضابطۂ جرح و تعدیل

مشہور یہ ہے کہ جرح' تعدیل پر مقدم ہے لیکن یہ مطلقاً' صحیح نہیں ہے' امام حافظ تاج الدین سبکی "طبقات کبریٰ" میں فرماتے ہیں:

"ہمارے نزدیک صحیح یہ ہے کہ جس شخصیت کی امامت و عدالت ثابت ہو اس کی مدح اور تعریف کرنے والے زیادہ اور اس پر جرح کرنے والے کم ہوں اور مذہبی تعصب یا اس کے علاوہ دیگر قرائن بھی موجود ہوں جن کی بنا پر جرح کی گئی ہو تو ہم جرح کو قابل توجہ قرار نہیں دیں گے اور ہم اس شخصیت کی عدالت کو تسلیم کریں گے۔ کیونکہ اگر ہم یہ دروازہ کھول دیں اور مطلقاً جرح کا مقدم ہونا تسلیم کر لیں تو کوئی امام بھی محفوظ نہیں رہ سکے گا اس لئے کہ ہر امام پر کچھ نہ کچھ لوگوں نے طعن کیا ہے اور ہلاکت کی وادی میں جا گرے ہیں"۔[20]

۲۰۔ محمد بن یوسف صالحی: عقود الجمان ص ۳۹۳

حدیث اور قیاس

بعض شافعیہ نے کہا کہ امام ابو حنیفہ قیاس پر عمل کرتے ہیں اور حدیث کو چھوڑ دیتے ہیں یہاں تک کہ بعض محدثین "قال بعض اهل الرای" کے عنوان سے امام صاحب کا قول بیان کرتے ہیں:

یہ الزام حقیقت کے سراسر خلاف ہے، حضرت عبداللہ ابن المبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں امام ابو حنیفہ نے فرمایا:

"جب رسول ﷺ کی حدیث ہم تک پہنچے تو سر آنکھوں پر اور جب صحابۂ کرام سے مروی ہو (اور صحابۂ کرام کا آپس میں اختلاف ہو) تو ہم ان میں سے کسی ایک کا قول اختیار کرتے ہیں ایسا نہیں ہوتا کہ ہم ان میں سے کسی کا قول بھی اختیار نہ کریں اور جب تابعین کا قول مروی ہو تو ہم ان سے اختلاف کرتے ہیں۔" [۲۱]

امام صاحب کی مجلس میں ایک شخص نے اعتراض کرتے ہوئے کہا سب سے پہلے ابلیس نے قیاس کیا تھا، امام اعظم نے فرمایا:

"تمہارا یہ کلام بے محل ہے ابلیس لعین نے اللہ تعالیٰ کا حکم ردّ کرنے کے لئے قیاس کیا تھا، اللہ تعالیٰ نے اسے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تو اس نے کہا:

أأسجد لمن خلقت طينا

"کیا میں اسے سجدہ کروں جسے تو نے مٹی سے بنایا ہے"

۲۱۔ محمد بن یوسف صالحی: عقود الجمان ص ۱۷۳

اور ہم اس لئے قیاس کرتے ہیں کہ ایک مسئلے کو دلائل شرعیہ میں سے کسی دلیل کتاب اللہ یا سنت رسول اللہ یا اجماعِ صحابہ کی طرف راجع کریں، ہم اجتہاد کرتے ہیں اور اتباعِ خداوندی کے گرد گردش کرتے ہیں۔ ہمارے قیاس کا اس سے کیا تعلق؟ ۲۲

اس شخص نے برملا توبہ کی اور کہا اللہ تعالیٰ آپ کے دل کو منور کرے جس طرح آپ نے میرا دل منور کیا ہے۔

قابل غور بات یہ ہے کہ احناف کے نزدیک سند کے لحاظ سے ضعیف حدیث قیاس پر مقدم ہے جب کہ امام شافعی حدیث ضعیف کی بعض قسموں پر قیاس کو مقدم قرار دیتے ہیں، امام ابو حنیفہ کے نزدیک حدیث مرسل (جسے تابعی، صحابی کا ذکر کئے بغیر روایت کرے) حجت ہے جب کہ امام شافعی کے نزدیک حجت نہیں ہے، امام ابو حنیفہ صحابی کی تقلید کرتے ہیں کیونکہ ہو سکتا ہے صحابی نے وہ حدیث حضور اکرم ﷺ سے سنی ہو جب کہ امام شافعی، صحابی کی تقلید نہیں کرتے، امام احمد بن حنبل کے بارے میں مشہور ہے کہ ان کے مذہب کی بنا حدیث پر ہے۔ تحقیق اور تتبع سے پتہ چلتا ہے کہ امام احمد کا اختلاف امام ابو حنیفہ سے اتنا نہیں جتنا امام شافعی سے ہے۔ ۲۳

حضرت نصر ابن یحییٰ بلخی فرماتے ہیں:

"میں نے امام احمد بن حنبل سے پوچھا "آپ کو امام ابو حنیفہ پر کیا اعتراض ہے؟ انہوں نے فرمایا: "وہ قیاس کرتے ہیں" میں نے

۲۲۔ عبدالقادر القرشی: الجواہر المضیہ ج ۲ ص ۴۷۳

۲۳۔ عبدالعزیز پرہاروی: کوثر النبی ج ۱ ص ۵۴

کہا ''کیا امام مالک قیاس نہیں کرتے؟'' انہوں نے فرمایا: ''ہاں وہ قیاس کرتے ہیں لیکن ابو حنیفہ کا قیاس کتابوں میں محفوظ ہو گیا ہے'' میں نے کہا ''امام مالک کا قیاس بھی کتابوں میں محفوظ ہے۔'' فرمایا: ''ابو حنیفہ ان سے زیادہ قیاس کرتے ہیں۔'' میں نے کہا'' آپ کو چاہئے تھا کہ امام ابو حنیفہ پر ان کے حصہ کے مطابق اور امام مالک پر ان کے حصہ کے مطابق کلام کرتے'' تو امام احمد خاموش ہو گئے۔'' [۲۴]

علامہ عبدالعزیز پرہاروی فرماتے ہیں:

''امام ابو حنیفہ کا طریقہ یہ تھا کہ اس حدیث کو ترجیح دیتے تھے جو قیاس کے موافق ہوتی تھی اور مخالف قیاس حدیث کو مرجوح قرار دیتے تھے' امام صاحب حدیث کو ترجیح دینے کے لئے عقلی دلیل بیان فرما دیتے تھے لیکن بعض حنفی علماء نے حدیث کے تلاش کرنے میں سستی کا مظاہرہ کیا اور صرف عقلی دلیل بیان کر دی جس سے لوگوں میں یہ تاثر پیدا ہو گیا کہ اس مذہب کی بناء ہی رائے اور قیاس پر ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ' امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ حدیث کی معرفت اور اتباع سنت کے بلند ترین مقام پر فائز تھے'' [۲۵]

۲۴۔ محمد بن یوسف صالحی شافعی: عقود الجمان ص ۳۸۷

۲۵۔ عبدالعزیز پرہاروی: کوثر النبی ج ۱ ص ۵۳

چند احادیث، ملاحظہ ہوں جن پر امام ابو حنیفہ نے عمل نہیں کیا اور یہ بھی ملاحظہ فرمائیں کہ کیوں عمل نہیں کیا؟

حدیث مصرّاۃ

عرب میں تاجروں کی عام طور پر یہ عادت تھی کہ مادہ جانور کے فروخت کرنے سے پہلے ایک دو دن اس کا دودھ نہیں دوہتے تھے۔ خریدار تھنوں کو دودھ سے بھرا ہوا دیکھ کر جانور گراں قیمت پر خرید لیتا۔ گھر جا کر اس پر منکشف ہوتا کہ اس کے ساتھ کیا دھوکہ ہوا ہے ایسے جانور کہ مصرّاۃ کہتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص مصرّاۃ بکری خریدے اور گھر لے جا کر اس کا دودھ دوہے تو اگر اس کے دودھ پر راضی ہے تو اسے رکھ لے ورنہ وہ بکری اور اس کے ساتھ ایک صاع (ساڑھے چار سیر) کھجور واپس کر دے۔[۲۶]

امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ خریدار بکری واپس نہیں کر سکتا البتہ دودھ کی کمی کے سبب، بکری کی قیمت میں جتنی کمی واقع ہو گی وہ بائع سے لے سکتا ہے، امام صاحب نے اس حدیث پر عمل نہیں کیا اور عمل نہ کرنے کی وجوہ درج ذیل ہیں۔

۱۔ یہ حدیث کتاب اللہ کے مخالف ہے، ارشاد ربانی ہے:

فاعتدوا علیه بمثل ما اعتدیٰ علیکم.

"تم پر جتنی زیادتی کی گئی ہے تم بھی اتنی ہی زیادتی کرو"

خریدار نے بکری کا دودھ جو پیا ہے ضروری نہیں کہ ایک صاع کھجور کے برابر ہو کم بھی

۲۶۔ مسلم بن الحجاج القشیری، امام: مسلم شریف (نور محمد، کراچی) ج ۲ ص ۴

ہو سکتا ہے اور زیادہ بھی۔

۲۔ یہ حدیث معروف کے خلاف ہے، حضور ﷺ سے مروی ہے کہ :

الخراج بالضمان.

"خریدی ہوئی چیز کی پیداوار اور آمدن کا استحقاق اصل کی ضمانت کی بنا پر ہے"

ایک شخص نے غلام خرید کر اسے اجارہ پر دیا بعد میں اس کے عیب کا پتہ چلا، اس نے یہ مسئلہ بارگاہ رسالت میں پیش کیا۔ حضور ﷺ نے عیب کی بنا پر غلام واپس کر دیا، بائع نے عرض کیا حضور ﷺ اس نے نفع بھی حاصل کیا ہے فرمایا :

الغلته الضمان.

"نفع ضمانت کی بنا پر ہے"[۲۷]

یعنی اگر غلام مر جاتا تو اس کی ذمہ داری میں مرتا۔

۳۔ یہ حدیث اجماع کے خلاف ہے کیونکہ اگر کوئی شخص دوسرے کی کوئی چیز ضائع کر دے تو اس پر اجماع ہے کہ اس کے بدلے میں ویسی ہی چیز دے یا قیمت ادا کرے۔

اس اجماع کے مطابق بکری واپس کرنے کی صورت میں خریدار پر لازم ہونا چاہئے کہ جتنا دودھ پیا ہے اتنا دودھ واپس کر دے یا اس کی قیمت، ایک صاع کھجوریں نہ تو دودھ کی مثل ہیں اور نہ ہی اس کی قیمت۔

۴۔ یہ حدیث قیاس کے بھی خلاف ہے کیونکہ کسی کی کوئی چیز ضائع کر دینے کی صورت میں قیاس یہ ہے کہ یا تو اس کی مثل ادا کی جائے یا ثمن یا قیمت، ایک صاع کھجور

۲۷۔ ابو جعفر محمد بن احمد الطحاوی : شرح معانی الآثار، ج ۲ ص ۲۲۷ (ایچ۔ ایم۔ سعید اینڈ کمپنی، کراچی)

نہ ثمن ہے نہ قیمت اور نہ مثل ۸ ۲؎ ثمن وہ معاوضہ ہے جو بائع اور مشتری کے درمیان طے پائے اور قیمت وہ مالیت ہے جو بازار کے بھاؤ کے حساب سے ہو۔

۵۔ امام ابو جعفر طحاوی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ حدیث منسوخ ہے کیونکہ بکری کی فروخت کے وقت جو دودھ موجود تھا وہ بائع کی ملکیت تھا جب بکری کی بیع منسوخ ہوئی تو اس دودھ کی بیع بھی منسوخ ہو گئی اور چونکہ وہ اس وقت موجود نہیں ہے اس لئے وہ دَین ہوا اور اس کے مقابل ایک صاع کھجور خریدار کے ذمہ پر آ گئی وہ بھی دَین ہے تو یہ دَین کی دَین کے ساتھ بیع ہوئی اور وہ بہ حکم شریعت ممنوع ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

ان النبی صل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نھیٰ عن الکالی بالکالی. ۹ ۲؎

"حضور ﷺ نے دَین کی دَین سے بیع کرنے سے منع فرمایا"

کتے کے جھوٹے برتن کا حکم

امام بخاری و مسلم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا "جب کتا تم میں سے کسی کے برتن میں منہ ڈال دے تو وہ اسے سات مرتبہ دھوئے۔"

امام ابو حنیفہ نے اس حدیث پر عمل نہیں کیا' ان کے نزدیک تین مرتبہ دھونا ہی کافی ہے۔

مذکورہ بالا حدیث پر عمل نہ کرنے کی دو وجہیں بیان کی گئی ہیں۔

ا۔ یہ حدیث مضطرب ہے کسی روایت میں ہے کہ سات مرتبہ دھوئے اور پہلی مرتبہ

۲۸۔ عبدالقادر القرشی : الجواہر المضیہ ج ۲ ص ۱۸۔ ۴۱۷

۲۹۔ ابو جعفر محمد بن احمد الطحاوی : شرح معانی الآثار ج ۲ ص ۲۲۷

مٹی کے ساتھ دھوئے، کسی روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ مٹی کے ساتھ دھوئے، کسی روایت میں آخری مرتبہ مٹی کے ساتھ دھونے کا حکم ہے اور ایک روایت میں دوسری مرتبہ مٹی کے ساتھ دھونے کا حکم ہے اس اضطراب کی بناء پر اس حدیث پر عمل نہیں کیا گیا۔

۲۔ اصول فقہ کا مشہور قاعدہ ہے کہ جب راوی کا خود اپنی روایت کے خلاف عمل ہو تو اس کی روایت کو نہیں بلکہ اس کے عمل کو اپنایا جائے گا۔ کیونکہ جس راوی کی عدالت اور دیانت پر اعتماد ہو وہ جب ایک حدیث رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتا ہے اور خود اس کے خلاف عمل کرتا ہے تو اس کا مطلب یہی ہو گا کہ وہ حدیث اس راوی کے نزدیک منسوخ ہے یا اس کے معارض اس سے زیادہ قوی حدیث موجود ہے وغیر ذالك.

شیخ تقی الدین ابن دقیق العید فرماتے ہیں کہ صحیح روایت سے ثابت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ کے نزدیک کتے کے جھوٹے برتن کو تین مرتبہ دھویا جائے گا۔[30]

حافظ ابو بکر ابن ابی شیبہ کوفی نے اپنی مصنف کے ایک حصہ کا نام "کتاب الرد علی ابی حنیفہ" رکھا ہے اور اس میں وہ ایسی حدیثیں لائے ہیں جو بظاہر امامِ اعظم کے مذہب کے خلاف ہیں۔ علامہ عبدالقادر قرشی متوفی ۷۷۵ھ اور علامہ قاسم ابن قطلوبغا نے اس کا تفصیلی رد لکھا، علامہ محمد بن یوسف صالحی شافعی (مصنف السیرۃ الشامیہ) نے "عقود الجمان" میں اجمالاً" رد کیا، فقیہ اعظم مولانا محمد شریف سیالکوٹی نے "تائید الامام باحادیث خیر الانام" کے نام سے اس کا جواب لکھا۔ صدر الافاضل مولانا

۳۰۔ عبدالقادر القرشی : الجواہر المضیہ ج ۲ ص ۴۲۷

سید محمد نعیم الدین مراد آبادی نے اس پر تقریظ لکھی وہ فرماتے ہیں :

"حافظ ابن ابی شیبہ اگر آج ہوتے تو اس تحریر کی ضرور قدر کرتے اور اس کو اپنی مصنف کا جز بناتے یا کتاب الرد کو اپنی مصنف سے خارج کرتے۔"[۳۱]

امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ ' نے "فتاویٰ رضویہ" کی بارہ ضخیم جلدوں میں فقہ حنفی کو ایسے دلائل و براہین سے بیان کیا ہے جو دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ "فتاویٰ رضویہ" فقہ حنفی کا وہ دائرۃ المعارف ہے کہ کسی بھی مسئلے پر تفصیلی دلائل اس میں دیکھے جا سکتے ہیں۔

مشہور غیر مقلد عالم مولوی نذیر حسین دہلوی نے شافعیہ کی تقلید میں یہ فتویٰ دیا کہ سفر کی حالت میں بغیر عذر کے دو نمازیں ایک نماز کے وقت میں پڑھی جا سکتی ہیں' امام احمد رضا خاں بریلوی نے اس کے جواب میں سوا سو صفحات کا ایک رسالہ "حاجز البحرین الواقی عن جمع الصلواتین" تحریر فرمایا اور اس میں حدیث کی روشنی میں مذہب حنفی کو بیان کیا۔ اس رسالے میں حدیث سے متعلق محدثانہ ابحاث کو دیکھ کر بڑے بڑے محدث انگشت بدنداں رہ گئے۔

قاری عبدالرحمٰن پانی پتی اور مولوی رشید احمد گنگوہی نے فتویٰ دیا کہ نماز تراویح میں سورۂ براءت کے علاوہ ہر سورت کے ساتھ بسم اللہ شریف کا بلند آواز سے پڑھنا واجب ہے ورنہ ختم مکمل نہ ہو گا' امام احمد رضا خاں بریلوی نے اس موضوع پر ایک رسالہ قلمبند فرمایا' جس کا نام ہے "وصاف الرجیح فی بسملۃ التراویح" اور تفصیلی دلائل سے ثابت کیا کہ فقہ حنفی کے مطابق سورۂ نمل کے علاوہ صرف ایک مرتبہ بسم اللہ

۳۱۔ محمد شریف سیالکوٹی : فقہ الفقیہ (فرید بک سٹال' لاہور) ص ۲۳۵

شریف بلند آواز سے پڑھی جائے گی۔ یہ فتویٰ حرف آخر ثابت ہوا اور آج آپ دیکھ سکتے ہیں کہ تمام حفاظ کا اسی پر عمل ہے۔

روئے زمین پر جب تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے گی الدال علی الخیر کفاعلہ کے مطابق اس کا ثواب امام الائمہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی ملتا رہے گا اور رہتی دنیا تک فقہا اور قانون دان حضرات امامِ اعظم سے کسبِ فیض کرتے رہیں گے۔

(یہ مقالہ ۱۱/اپریل ۱۹۸۴ء کو جامعہ رضویہ 'سیٹلائٹ ٹاؤن' راولپنڈی کے اجلاس میں پڑھا گیا)

امامِ اعظم اور ائمہ مجتہدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم

ملت اسلامیہ کی کامیابی کا راز کتاب و سنت کی پیروی میں مضمر ہے لیکن احکامِ شریعت کا استنباط ہر کس و ناکس کا کام نہیں ورنہ فاسئلوا اهل الذكران كنتم لاتعلمون (الایت) سے اہل علم کی طرف رجوع کا حکم نہ دیا جاتا، ائمہ مجتہدین کی پیروی اور تقلید کا باعث یہی ہے کہ وہ قرآن و حدیث کے اسرار و غوامض سے باخبر تھے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ قوتِ اجتہادی سے کام لے کر مسائل و احکام کی وضاحت کی اور اہل اسلام کے لئے اتباعِ شریعت کا راستہ آسان کر دیا، کوئی مسلمان بھی یہ تصور نہیں کر سکتا کہ ہم جن کی تقلید کرتے ہیں انہوں نے کچھ احکام قرآن و حدیث کے مقابل اختراع کئے اور امتِ مسلمہ نے انہیں خوش دلی سے قبول کر لیا۔ غیر مقلدین اس مسلمہ حقیقت سے اغماض کر کے آئے دن مقلدین پر طعن و تشنیع کے تیر برساتے رہتے ہیں۔ حالانکہ اگر وہ نظرِ انصاف سے دیکھیں تو انہیں اعتراف کرنا پڑے گا کہ علماء مقلدین سے انحراف کر کے وہ امور دینیہ اور مسائل علمیہ میں دو قدم بھی نہیں چل سکتے۔

یوں تو قرونِ سابقہ میں کثیر التعداد مجتہد ہوئے مثلاً" ائمۂ اربعہ کے علاوہ سفیان ثوری، امام ابو اللیث، امام اعمش، امام شعبی، امام عبدالرحمٰن اوزاعی، امام سفیان بن عیینہ اور امام اسحٰق وغیر ہم (قدست اسرار ہم) لیکن یہ شرف صرف ائمۂ اربعہ کے حصہ میں آیا کہ ان کے مذاہب مدون طور پر اب تک موجود ہیں[1] اور ان کے متبعین اکنافِ علم میں کسی نہ کسی جگہ پائے جاتے ہیں۔ اسی لئے اہلِ علم نے فرقۂ ناجیہ اہلِ سُنت کو اس دور

---

[1] عبدالوہاب شعرانی، امام: المیزان الکبریٰ (مطبوعہ مصر، طبع اول) جلد ۱، ص ۵۴

میں مذاہبِ اربعہ میں منحصر قرار دیا ہے۔ علامہ سید احمد طحطاوی فرماتے ہیں:

هذا الطائفة الناجية قداجتمعت اليوم فی مذاهب اربعة وهم الحنفيون والمالكيون والشافعيون والحنبليون رحمهم الله تعالیٰ ومن كان خارجا عن هذه الاربعة فی هذا الزمان فهو من اهل النار والبدعة۔[۲]

"اہلِ سُنت کا ناجی گروہ اس وقت چار مذہبوں میں مجتمع ہے حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی ۔۔۔ اللہ تعالیٰ ان مذہب والوں پر رحمت فرمائے، اس زمانے میں جو شخص ان چار مذہبوں سے باہر ہو وہ بدعتی اور جہنمی ہے"

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رقمطراز ہیں:

اعلم ان الاخذ بهذه المذاهب الاربعة مصلحة حظيمو فی الاعراض عنها كلها مفسدة كبيرة۔[۳]

"مذاہب اربعہ کے اختیار کرنے میں عظیم فائدہ ہے اور ان کے ترک کر دینے میں بہت بڑا فساد ہے"

اس سے ائمہ اربعہ کی جلالتِ شان کا پتہ چلتا ہے کہ نہ صرف وہ خود حق پر تھے بلکہ ان کا پیرو ہونا اہلِ حق کی علامت قرار پایا ہے۔

تاہم امام الائمہ، سراج الامہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شخصیت تمام ائمہ میں ارفع واعلیٰ مقام رکھتی ہے۔

۲۔ احمد رضا بریلوی، امام: الفضل الموہبی (طبع حزب الاحناف لاہور) ص ۲۳ (بحوالہ حاشیہ در مختار للعلامہ الطحطاوی)

۳۔ ولی اللہ محدث دہلوی، شاہ: عقد الجید (مطبع مجتبائی، دہلی، ۱۳۴۴ھ) ص ۳۱

آپ کی عظمت و جلالت کا اعتراف

"انصاف پسند حضرات نے شرح صدر کے ساتھ آپ کی عظمت و جلالت کا اعتراف کیا ہے مثلا"

☆ بخدا! میں نے ان جیسا کوئی نہیں دیکھا اگر وہ دعوی کرتے کہ یہ ستون سونے کا ہے تو عقلی دلیل سے اسے ثابت کر دکھاتے۔ (امام مالک)

☆ تمام لوگ فقہ میں امام ابو حنیفہ کے محتاج ہیں۔ (امام شافعی)

☆ امام ابو حنیفہ زہد و تقویٰ اور اختیار آخرت میں ایسے مقام پر فائز تھے جسے کوئی دوسرا حاصل نہیں کر سکتا۔ (امام احمد)

☆ امام ابو حنیفہ وہ روشن ستارا ہیں جس سے رات کا راہرو ہدایت پاتا ہے اور ایسا علم ہیں جسے ایمانداروں کے دل قبول کرتے ہیں۔ (امام داوٗد طائی) [۴]

دیگر ائمہ مجتہدین پر فضیلت کی وجوہ

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ متعدد وجوہ سے دیگر ائمہ مجتہدین پر فضیلت و شرافت رکھتے ہیں۔ ذیل میں بعض وجوہ پیش کی جاتی ہیں :

۱۔ نبی اکرم ﷺ نے واضح الفاظ میں آپ کی بشارت دی اور فرمایا :

لو كان العلم عندالثريا لذهب به رجل من فارس. [۵]

"اگر دین ثریا کے پاس بھی ہوتا تو (ملک) فارس کا ایک مرد اسے حاصل کر لیتا"

۴۔ ابن حجر مکی شافعی ،امام : الخیرات الحسان ، عربی (مطبوعہ رضوی کتب خانہ ،لاہور) ص ۴۲۔ ۴۸

۵۔ مسلم بن الحجاج القشیری ،امام : صحیح مسلم ،جلد ۲ ص ۳۱۲

امام جلال الدین سیوطی یہ روایت الفاظِ مختلفہ سے بیان کر کے فرماتے ہیں :

فهذا اصل صحيح يعتمد عليه في البشارة و الفضيله نظير الحديثين الذين في الامامين ويستغنى به عن الخبر الموضوع.[6]

"بشارت و فضیلت کے سلسلے میں یہ حدیث معتمد علیہ ہے ان دو
حدیثوں کی طرح جو امام مالک اور امام شافعی کے بارے میں ہیں۔
اس کے ہوتے ہوئے کسی موضوع روایت کی ضروت نہیں۔"

علامہ سیوطی کے شاگرد علامہ شامی (صاحب سیرت) فرماتے ہیں کہ شیخ کا یہ فرمانا بلاشک وشبہہ صحیح ہے کہ اس حدیث کا اشارہ امام اعظم کی طرف ہے کیونکہ اہل فارس میں سے کوئی بھی ان کے مبلغِ علم کو نہیں پہنچ سکا۔[7]

ایک دوسری حدیث میں سرورِ عالم ﷺ فرماتے ہیں :

ترفع زينة الدنيا سنة خمسين ومائة.

"۱۵۰ھ میں دنیا کی زینت اٹھالی جائے گی"

امام شمس الائمہ الکردری فرماتے ہیں کہ یہ حدیث امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر محمول ہے کیونکہ آپ کی وفات اسی سن میں ہوئی۔[8]

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حدیث شریف میں امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق بشارت ہے :

يوشك ان يضرب الناس اكباد الابل يطلبون العلم فلا يجدون احدا اعظم

۶۔ جلال الدین السیوطی، امام : تبییض الصحیفہ (مطبوعہ حیدر آباد دکن) ص ۳

۷۔ ابن عابدین، الشامی، علامہ : ردالمحتار، جلد ا ص ۴۹

۸۔ ابن حجر مکی شافعی، امام : الخیرات الحسان، عربی ص ۲۱

من عالم المدينة.[9]

"قریب ہے کہ لوگ طلبِ علم میں اونٹوں کو مشقت میں مبتلا کریں گے تو انہیں "عالم مدینہ" سے بڑا عالم کوئی نہ ملے گا۔"

اسی طرح امامِ شافعی قدس سرہ کے بارے میں یہ بشارت وارد ہے:

لاتسبو اقریشافان عالمها یملأ الارض علما.[10]

"قریش کو گالی نہ دو کیونکہ ان کا ایک عالم زمین کو علم سے بھر دے گا"

۲۔ امام مالک اور امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی رفعتِ شان سے کوئی باہوش انکار نہیں کر سکتا اور اس میں بھی شک نہیں کہ یہ حدیثیں ان حضرات پر محمول ہو سکتی ہیں لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ حدیثیں کسی اور پر محمول نہیں ہو سکتی ہیں کیونکہ مدینہ طیبہ میں بڑے بڑے یگانۂ روزگار فضلا ہوئے ہیں۔ پہلی حدیث ان پر بھی محمول ہو سکتی ہے اسی طرح دوسری حدیث کا مصداق سید المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قرار دیا جا سکتا ہے بلکہ وہ اس کے زیادہ حقدار ہیں کیونکہ وہ عالم امت اور ترجمانِ قرآن ہیں بر عکس ان احادیث کے جو امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ذکر کی گئی ہیں۔ ان کا محمل سوائے امامِ اعظم کے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ بے شک یہ امامِ اعظم کی بہت بڑی فضیلت ہے۔

۳۔ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ متعدد صحاب کرام کی زیارت سے مشرف ہوئے اس لئے آپ زمرۂ تابعین میں شمار ہوتے ہیں، یہ فضیلت آپ کے معاصرین میں سے کسی کو بھی حاصل نہیں ہوئی۔ حدیث شریف کے حکم کے مطابق نہ صرف آپ کیلئے

۹۔ جلال الدین السیوطی، امام: تبییض الصحیفہ ص ۳

۱۰۔ جلال الدین السیوطی، امام: تبییض الصحیفہ ص ۳

بلکہ آپ کی زیارت کرنے والے مسلمانوں کیلئے بھی بشارت ہے اور آپ کو خیر القرون (بہترین زمانے) میں ہونے کا شرف حاصل ہے۔ حضرت عبداللہ بن بسر راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"خوشخبری ہے اس شخص کیلئے جس نے میری زیارت کی اور مجھ پر ایمان لایا، خوشخبری ہے، میرے صحابہ اور تابعین کی زیارت کرنے والے ایمانداروں کیلئے، ان سب کیلئے بشارت اور حسنِ انجام ہے۔"[11]

ایک دوسری روایت میں ہے:

خیر امتی القرن الذی بعثت فیہ ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم۔

"میری امت کے سب سے بہتر افراد وہ ہیں جو میرے زمانۂ بعثت میں ہیں (یعنی صحابۂ کرام) پھر ان کے بعد والے (تابعین) پھر ان کے بعد والے (تبع تابعین)"۔[12]

۴۔ امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اساتذہ کی تعداد صرف تابعین میں سے چار ہزار تک پہنچتی ہے جبکہ فنِ حدیث کے مشہور ائمہ میں سے کسی کے اساتذہ اتنے نہیں ہوئے۔ اس سے حضرتِ امام کے وفورِ علم اور احادیثِ رسول ﷺ سے والہانہ محبت کا پتہ چلتا ہے۔ ایسے امامِ جلیل الشان کے بارے میں یہ بات کبھی بھی تسلیم نہیں کی جاسکتی کہ ان کا ذخیرۂ معلومات صرف سترہ احادیث میں منحصر تھا۔ علامہ ذہبی نے حفاظِ

۱۱۔ ابن حجر مکی، امام: الصواعق المحرقہ، ص ۶ (بحوالہ طبرانی وحاکم)

۱۲۔ ایضاً: ص ۶ (بحوالہ مسلم شریف)

حدیث میں آپ کا ذکر کر کے ایسے شبہات کو بالکل ختم کر دیا ہے۔[۱۳]

۵۔ امامِ ابو حنیفہ کے دریائے علم سے سیراب ہو کر ان گنت علماء' دین کے مقتدا بنے۔ ائمہ اسلام میں سے کسی کے شاگرد آپ کے برابر نہیں ہوئے۔[۱۴] ائمہ اربعہ میں سے باقی تین امام آپ کے فیض یافتہ ہیں۔ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ براہ راست آپ کے شاگرد ہیں۔[۱۵] اسی لئے امامِ مالک آپ کی حد درجہ تعظیم کرتے تھے' امامِ اعظم تشریف لاتے تو انہیں بلند جگہ بٹھاتے۔[۱۶] اکثر اوقات ان کی جستجو میں رہتے اور انہیں اختیار کرتے تھے۔[۱۷] اسی لئے ان کا مذہب حنفی مذہب سے زیادہ قریب ہے۔

امام شافعی' امام محمد کے واسطے سے امامِ اعظم کے فیض یافتہ ہیں' اسی لئے فرماتے ہیں:

> "جو شخص فقہ کا طالب ہوا سے امام ابو حنیفہ کے تلامذہ سے وابستہ
> ہو جانا چاہئے کیونکہ ان کیلئے معانی آسان کر دیئے گئے ہیں' بخدا!
> میں امام محمد بن حسن کی کتابوں سے ہی فقیہ بنا ہوں"[۱۸]

نیز یہ بھی فرمایا:

> "اگر یہود و نصاریٰ امام محمد بن حسن شیبانی کی تصانیف کو دیکھ لیتے

۱۳۔ الذہبی' علامہ : تذکرۃ الحفاظ' ج ۱' ص ۱۶۸ (مطبوعہ بیروت)

۱۴۔ ابن حجر مکی شافعی' امام : الخیرات الحسان' عربی (طبع لاہور)' ص ۳۴

۱۵۔ ایضاً : ص ۸

۱۶۔ ایضاً : ص ۴۲

۱۷۔ فقیر محمد جہلمی' مولانا : السیف الصارم لمنکر شان الامام الاعظم' ص (بحوالہ کتاب المناقب للعلامہ موفق بن احمد مکی' ج ۲' ص ۳۳

۱۸۔ محمد علاؤالدین الحصکفی' علامہ : درمختار برہامش ردالمحتار' ج ۱' ص ۴۸

تو بے اختیار ایمان لے آتے۔"[19]

امام احمد بن حنبل تو امام شافعی کے شاگرد ہیں اس لحاظ سے وہ بھی امامِ اعظم کے سلسلۂ تلامذہ میں منسلک ہیں۔[20] اسی طرح اجلہ محدثین یہاں تک کہ مصنفین صحاح ستہ بھی آپ کے سلسلۂ تلامذہ کی صف میں شامل ہیں۔

۶۔ مذہب حنفی روایت درروایت کے اعتبار سے مستحکم ہونے کی وجہ سے اکنافِ عالم میں تمام مذاہب سے زیادہ مقبول ہے بلکہ بعض علاقوں میں تو آپ کے مذہب کے علاوہ اور کوئی مذہب معروف نہیں ہے۔ مثلاً" بلادِ روم' پاک وہند' ماوراء النہر اور سمرقند وغیرہ۔[21] انشاء اللہ العزیز قیامت تک آپ کے متبعین باقی رہیں گے اور بڑھتے رہیں گے۔ علامہ عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں:

> "وہ امامِ اعظم ہیں' تمام مذاہب کے اختتام تک ان کی پیروی کی جائے گی جیسا کہ بعض صحیح کشف والے بزرگوں نے مجھے بتایا' وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ آپ کے متبعین میں اضافہ ہوتا جائے گا"[22]

ملا علی قاری رحمہ الباری فرماتے ہیں:

> "امامِ اعظم کے اتباع تمام ائمہ سے زیادہ ہیں جس طرح نبی اکرم ﷺ کے متبعین تمام انبیاء سے زیادہ ہیں۔ حضور ﷺ کی امت اہلِ جنت میں دو تہائی ہوگی اور حنفی اہلِ ایمان میں دو تہائی

۱۹۔ عبدالعزیز پرہاروی' علامہ : کوثر النبی' ج ا' ص ۵۴ (طبع ملتان)

۲۰۔ ملا علی قاری' علامہ : مرقات شرح مشکوۃ' ج ا' ص ۲۲

۲۱۔ ابن عابدین الشامی' علامہ : ردالمحتار' ج ا' ص ۵۲

۲۲۔ عبدالوہاب الشعرانی' علامہ : المیزان الکبریٰ' ج ا' ص ۴۷

ہوں گے۔"[۲۳]

۷۔ آپ کا مذہب تنہا آپ کے اجتہاد اور غور و فکر کا نتیجہ نہیں بلکہ حدیث' تفسیر' لسانِ عربی' فقہ' تصوف اور قیاس واجتہاد کے نادرِ روزگار ماہرین کی مشترکہ کاوشوں کا نچوڑ ہے۔ دوسرے مذاہب ائمہ مجتہدین کی انفرادی کوششوں کا ماحصل ہیں۔ علامہ شعرانی "فتاویٰ سراجیہ" کے حوالے سے فرماتے ہیں:

"امام ابو حنیفہ کے برابر کسی اور کے تلامذہ نہیں ہوئے' آپ نے اپنے مذہب کی بنا اجتماعی مشورے پر رکھی آپ نے انفرادی طور پر مسائل حل نہیں کئے بلکہ ایک ایک مسئلہ اپنے اصحاب پر پیش فرماتے اور اس پر ان سے گفتگو فرماتے' یہاں تک کہ کوئی ایک قول طے پا جاتا تو اسے امام ابو یوسف لکھ لیتے۔ آپ نے خداداد فہم سے ایسے مسائل حل کئے جن سے اذکیاء عاجز تھے"[۲۴]

ایسے ہی تاثرات کا اظہار حضرت شفیق بلخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا۔[۲۵] حضرت وکیع بن جراح کے سامنے کسی نے کہا کہ ابو حنیفہ نے خطا کی' انہوں نے فرمایا "وہ کیسے خطا کر سکتے ہیں جبکہ ان کے حلقہ میں امام ابو یوسف' زفر اور محمد جیسے مجتہد' امام عیسیٰ بن زکریا' حفص' حبان اور مندل ایسے حفاظِ حدیث' امام قاسم ایسے لغتِ عربی کے ماہر اور حضرت داؤد طائی اور فضیل عیاض ایسے اتقیاء موجود ہوں؟ ایسا شخص غلطی نہیں کرے گا اور اگر کہیں غلطی ہوئی بھی تو یہ حضرات انہیں راہِ حق کی طرف پھیر دیں

۲۳۔ ملا علی القاری' علامہ : مرقاۃ شرح مشکوٰۃ' ج ۱' ص ۲۷

۲۴۔ عبدالوہاب الشعرانی' امام : المیزان الکبریٰ' ج ۱' ص ۵۹

۲۵۔ ایضاً : ص ۷۱

گے۔"[۲۶]

۸۔ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب سے پہلے مسائل شریعت کو ابواب و کتب کی صورت میں مرتب کیا۔ اس سے پہلے صحابہ کرام اپنے حفظ پر اعتماد فرماتے تھے اس لئے انہیں ابواب و کتب مرتب کرنے کی ضرورت پیش نہ آئی۔ امام اعظم نے محسوس کیا کہ اگر مسائل شریعت کی تدوین نہ کی گئی تو علم کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے اس لئے آپ نے اس اہم کام پر پوری توجہ صرف کی۔ امام مالک نے موطا کی ترتیب میں آپ ہی کی پیروی کی ہے۔[۲۷] علامہ شعرانی فرماتے ہیں:

ومذهب اول المذاهب تدوينا و ا خرها انقراضا كماقاله بعض اهل الكشف.[۲۸]

"آپ کا مذہب تدوین میں سب سے پہلے اور اختتام میں سب سے
بعد ہے، جیسا کہ بعض اہل کشف نے فرمایا:"

۹۔ مذہب حنفی کے اصول اجتہاد و استنباط کتاب و سنت کے بہت زیادہ مطابق اور اصولِ درایت سے حد درجہ ہم آہنگ ہیں اور کیوں نہ ہو جبکہ امامِ اعظم پر سرکارِ دو عالم ﷺ کی خاص نگاہِ عنایت تھی، حضرت داتا گنج بخش قدس سرہٗ العزیز حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر انور کے قریب خواب میں سرورِ دو جہاں ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں اور کیا دیکھتے ہیں کہ حضور ایک معمر بزرگ کو بچوں کی طرح پہلو میں اٹھائے ہوئے ہیں۔ حضرت داتا گنج بخش کو تعجب ہوا کہ یہ کون بزرگ

۲۶۔ فضل رسول قادری، مولانا شاہ: سیف الجبار (طبع مکتبہ رضویہ، لاہور) ص ۵۳

۲۷۔ جلال الدین السیوطی امام: تبیض الصحیفہ، ص ۳۶

۲۸۔ عبدالوہاب الشعرانی امام: المیزان الکبریٰ، ج ۱، ص ۶۳

ہیں جنہیں بارگاہِ رسالت میں اتنا قرب حاصل ہے؟ حضور ﷺ نے نورِ نبوت سے جان کر فرمایا:

"یہ تیرا اور تیرے شہر والوں کا امام (ابو حنیفہ) ہے" (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

حضرت داتا گنج بخش فرماتے ہیں کہ مجھے اس خواب سے یہ حقیقت منکشف ہوئی کہ امامِ اعظم فانی الصفات اور فنا فی الرسول ہیں اور چونکہ حضور ﷺ سے خطا نہیں ہو سکتی لہٰذا جسے آپ کی ذاتِ اقدس میں فنا کا مقام حاصل ہو گا وہ بھی خطا سے محفوظ ہو گا' اگر امامِ اعظم خود چلتے تو خطا کا احتمال ہوتا۔[29]

اللہ تعالیٰ نے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دقتِ نظر سے حظِ وافر عطا فرمایا تھا۔ ماء مستعمل کے بارے میں آپ کے تین قول ہیں۔

(۱) نجس غلیظ (۲) نجس خفیف (۳) طاہر غیر مطہّر

حضرت علی خواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان اقوال کا محمل یوں بیان کیا ہے کہ حضرت امامِ ابو حنیفہ وضو کے پانی میں زائل ہونے والے گناہوں کو دیکھ لیتے تھے۔ لہٰذا اگر وضو کرنے والے نے گناہ کبیرہ کیا ہے تو پانی نجس غلیظ اور اگر گناہِ صغیرہ کا ارتکاب کیا ہے تو پانی نجس خفیف' اور اگر مکروہ تنزیہی کا ارتکاب کیا ہے تو پانی طاہر غیر مطہّر ہو گا۔

حضرت علی خواص فرماتے ہیں:

مدارك الامام ابی حنیفة دقیقة لایکاد یطلع علیها الا اهل الکشف من اکابر الاولیاء[30]

۲۹۔ علی الہجویری' داتا گنج بخش' سید: کشف المحجوب (اردو ترجمہ از مولانا ابو الحسنات' طبع لاہور) ص ۲۱۶

۳۰۔ عبد الوہاب الشعرانی' امام: المیزان الکبریٰ' ج ۱' ص ۶۳

''امام ابو حنیفہ کے مسائل ایسے دقیق ہیں کہ جنہیں اکابر اہلِ کشف اولیاء ہی جان سکتے ہیں''

امام اعظم کے اصول میں ''خاص'' وہ لفظ ہے جو ذات معلوم اور وصفِ معلوم کیلئے افراد کا اعتبار کئے بغیر معیّن کیا گیا ہو' جیسے رَجل'۔ مخاطب اگر عربی زبان سے واقف ہے تو وہ سمجھ لے گا کہ اس کا معنی ''مرد'' ہے جس میں تعدد کا اعتبار نہیں ہے۔ اسی طرح لفظِ ''ثلاثہ'' خاص ہے جس کی وضع عددِ معیّن کیلئے کی گئی ہے' احناف کا قاعدہ ہے کہ خاص اپنے مدلول کو شامل ہونے میں قطعی ہے' اس میں غیر کا احتمال باقی نہیں ہوتا مثلاً'' زید' عالم'' میں زید لفظِ خاص ہے' اس میں غیر کا احتمال نہیں ہو سکتا اور اس کا یہ مطلب نہیں ہو سکتا کہ خالد عالم ہے۔

حضرات شافعیہ فرماتے ہیں کہ لفظِ خاص کا اپنے مدلول کو شامل ہونا قطعی نہیں ظنّی ہے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ لفظِ خاص کا معنی حقیقی (جس کیلئے لفظ معیّن کیا گیا ہے) مُراد نہ ہو بلکہ معنی مجازی مُراد ہو' احناف نے جواب دیا کہ اگر دلیل سے ثابت ہو جائے کہ لفظ خاص کا معنی حقیقی مراد نہیں ہے تو بے شک معنی مجازی مُراد ہو گا' اور اگر ایسی دلیل نہ پائی جائے تو صرف احتمال معنی حقیقی کے قطعی طور پر متعیّن اور مراد ہونے سے نہیں روک سکتا' اس کی مثال یوں ہے کہ کوئی شخص جھکی ہوئی دیوار کے پاس کھڑا ہو تو اسے کہا جا سکتا ہے۔ یہاں سے ہٹ جاؤ' ہو سکتا ہے دیوار گر جائے۔ دیوار کا جھکاؤ اس احتمال کی دلیل ہے۔ لیکن صحیح سالم اور سیدھی دیوار کے پاس کھڑا ہونے والے کو یہی بات کہنا کسی طرح بھی درست نہیں۔ کیونکہ اس وقت دیوار کے گرنے کا احتمال بلا دلیل ہے' اسی طرح لفظ خاص سے معنی مجازی مراد ہونے کا احتمال بلا دلیل ہے لہٰذا قابلِ قبول نہ ہو گا اور معنی حقیقی یقیناً متعیّن ہو گا۔

جب یہ واضح ہو گیا کہ لفظِ خاص اپنے معنی کو قطعی طور پر شامل ہوتا ہے تو اگر قیاس یا خبرِ واحد کتاب اللہ کے خاص کے مقابلے میں آجائے تو دو ہی صورتیں ہیں۔

☆ خاص میں تغیر و تبدل کئے بغیر دونوں میں تطبیق ہو سکے تو دونوں پر عمل کیا جائے گا۔

☆ ان میں اس طور پر تطبیق نہ ہو سکے تو صرف کتاب اللہ کے خاص پر عمل کیا جائے گا۔

ارشادِ ربانی ہے: والمطلّقت یتربصن بانفسھن ثلٰثۃ قروء (الآیۃ)۔

قروء جمع ہے قَرءٌ کی اور قرءٌ حیض اور طہر (حیض سے پاک ہونا) دونوں معنوں کیلئے آتا ہے۔ احناف کے نزدیک اس سے مراد حیض ہے۔ آیت کا معنی یہ ہو گا کہ طلاق والی عورتیں اپنے آپ کو تین حیض تک (کسی اور سے نکاح کرنے سے) روکے رکھیں، شافعیہ کے نزدیک اس سے مراد "طہر" ہے کیونکہ اگر قرءٌ سے مراد حیض ہو تو چونکہ حیض کلامِ عرب میں مؤنث استعمال ہوتا ہے اور قواعدِ عربیہ کے مطابق مؤنث کیلئے تین سے دس تک کے اعداد تاء کے بغیر آتے ہیں اس لئے ثلاث قروء کہنا چاہئے تھا۔ ثلاثۃ قروء تاء کے ساتھ اس امر کی دلیل ہے کہ قروء سے مراد "طہر" ہیں اس لئے کہ "طہر" مذکر ہے اور مذکر کیلئے تین سے دس تک کے اعداد تاء کے ساتھ لائے جاتے ہیں۔

احناف کا کہنا ہے کہ ثلاثہ کا لفظ خاص ہے جو اپنے معنی کو قطعی طور پر شامل ہے لہٰذا اگر قروء سے مراد حیض ہوں تو ثلاثہ کا مدلول بلاشبہ ثابت ہو جائے گا۔ کیونکہ طلاق کے بعد پورے تین حیض گزرنے سے عورت کی عدت ختم ہو جائے گی، اور اگر قروء سے مراد "طہر" ہوں تو ثلاثہ کا مدلول ثابت نہیں ہو سکے گا کیونکہ شرعی طور پر

طلاق "طہر" میں دی جاتی ہے۔ اس "طہر" کے بعد دو اور "طہر" گزریں گے تو عدت ختم ہو جائے گی حالانکہ طلاق کے بعد پورے تین "طہر" نہیں گزرے بلکہ دو "طہر" کامل اور ایک "طہر" ناکمل، جس میں طلاق دی گئی اور اس کا کچھ حصہ پہلے گزر چکا تھا' کے گزرنے سے عدت ختم ہو گی۔ اس صورت میں ثلاثہ ایسے لفظ خاص کا مدلول بر قرار نہیں رہتا اس لئے قروء سے مراد حیض ہیں نہ کہ "طہر"۔

اس تقریر سے حضرات شافعیہ کے استدلال کا جواب آ گیا کیونکہ انہوں نے کتاب اللہ کے خاص کے مقابل قیاس لغوی پیش کیا ہے اور ان کے درمیان تطبیق نہیں ہو سکتی لہٰذا یہ قیاس غیر مقبول ہو گا۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ لفظ قروء مذکر ہے اگرچہ اس سے مراد حیض ہی ہو کیونکہ لفظ حیض کے مؤنث ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس معنی کیلئے جو لفظ بھی استعمال کیا جائے وہ مؤنث ہی ہو اور جب قروء بمعنی حیض مذکر ہوا تو اس کیلئے ثلاثہ تاء کے ساتھ لانا درست ہو گا۔ دیکھئے لفظ بُرٌّ بمعنے حِنطَةٌ (گندم) ہے۔ اب حنطہ کے مؤنث ہونے سے بُرٌّ کا مؤنث ہونا لازم نہیں آتا بلکہ وہ مذکر ہی ہے۔[۳۱]

قروء سے حیض مراد لینا اس اعتبار سے بھی راجح ہے کہ عِدت اس لئے مقرر کی جاتی ہے کہ رحم کا حمل سے خالی ہو جانا معلوم ہو جائے اور اس کیلئے حیض علامت ہے نہ کہ "طہر" کیونکہ حمل کی صورت میں حیض نہیں ہوتا۔ نیز احناف کی یہ رائے حدیثِ پاک کے بھی موافق ہے۔ امام ترمذی، ابوداؤد اور ابنِ ماجہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

۳۱۔ فصول الحواشی لاصول الشاشی، مطبوعہ افغانستان، ص ۱۳۔۲۱

طلاق الامۃ تطلیقتان وقرءھا حیضتان.[۳۲]

"کنیز کی طلاقیں دو ہیں اور قرءھا (عدت) دو حیض ہیں۔"

ظاہر ہے کہ کنیز ہونے کی وجہ سے آزاد عورت کی نسبت کنیز کی عدت کی تنصیف ہوگی' اس طرح نہیں ہوگا کہ آزاد کی عدت طہر سے ہو اور کنیز کی حیض سے' اس حدیث سے کتاب اللہ کے مشترک لفظ قروء کا ایک معنی (حیض) متعین ہو جاتا ہے۔

اس بیان سے یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ فقہ حنفی میں قیاس کو کتاب و سنت پر ہرگز ترجیح نہیں دی جاتی۔ قیاس اس وقت کیا جاتا ہے جب کوئی حکم کتاب و سنت اور اجماعِ امت میں صراحۃً" نہ مل سکے' اصولِ فقہ کی کتب میں تصریح موجود ہے کہ قیاس اس وقت صحیح ہے جب نص کے مقابل نہ ہو' نص کے کسی حکم کو تبدیل نہ کرے اور فرع (وہ جزئی جس میں قیاس سے حکم معلوم کیا گیا ہے) میں نص کا حکم موجود نہ ہو' ایسی صورت میں قیاس کرنے کو بارگاہِ رسالت سے سندِ تائید مل چکی ہے چنانچہ جب حضور ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن بھیجا تو فرمایا "اے معاذ! تم کس چیز سے فیصلہ کرو گے؟" عرض کیا "کتاب اللہ سے" فرمایا "اگر تمہیں کتاب اللہ میں حکم نہ ملے!" عرض کیا "پھر سنتِ رسول اللہ سے" فرمایا "اگر تمہیں اس میں بھی نہ مل سکے؟" عرض کیا "پھر میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا" تو حضرت سید عالم ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے اپنے رسول کے فرستادہ کو پسندیدہ

۳۲۔ حواشی ہدایہ' ج ۲' مطبوعہ مطبع مجیدی' کانپور' ص ۳۳۰

چیز کی توفیق بخشی"۔ ۳۳

بعض لوگ ناواقفی کی بناء پر یا بغض و عناد کے سبب کہدیا کرتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ نے کتاب و سنت کے مقابل اور مخالف قیاس سے کام لیا ہے' یہ ایسا اعتراض ہے جسے حق و صداقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ اس شبہے کا جواب خود حضرت امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دے دیا تھا مگر برا ہو تعصّب کا جو پھر بھی قبولِ حق پر رضامند ہونے نہیں دیتا۔ ہوا یوں کہ مدینہ طیبہ میں حضرت محمد باقر علی ابن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دورانِ ملاقات امامِ اعظم سے پوچھا کہ "آپ وہ ہیں جو میرے جدِ امجد ﷺ کی احادیث کے خلاف قیاس کرتے ہیں۔" امام اعظم نے فرمایا' پناہ بخدا! ایسی بات نہیں ہے۔" آپ نے انہیں بڑے ادب سے بٹھایا اور خود دوزانوان کے سامنے بیٹھ گئے۔ پھر پوچھا کہ "مرد کمزور ہے یا عورت؟" انہوں نے فرمایا "عورت کمزور ہے۔" پھر فرمایا کہ "وراثت میں عورت کا حصہ کتنا ہے؟" انہوں نے فرمایا "مرد سے نصف" امامِ اعظم نے فرمایا "اگر میں قیاس کرتا تو عورت کو مرد سے دوگنا حصہ دینے کا حکم کرتا کیونکہ عورت کمزور اور زیادہ ضرورت مند ہے۔" پھر پوچھا کہ "نماز افضل ہے یا روزہ" انہوں نے فرمایا "نماز افضل ہے" امام اعظم نے کہا "اگر میں قیاس سے کام لیتا تو حیض والی عورت کو روزے کی بجائے نماز کی قضا کا حکم دیتا کیونکہ نماز زیادہ اہم ہے۔" پھر پوچھا "پیشاب زیادہ نجس ہے یا منی؟" انہوں نے فرمایا "پیشاب" امامِ اعظم نے کہا "اگر میں قیاس کرتا تو حکم کرتا کہ خروجِ منی کی بجائے پیشاب سے غُسل لازم ہے کیونکہ پیشاب زیادہ غلیظ ہے' خدا کی پناہ کہ میں حدیث کے خلاف حکم کروں' میں تو حدیث کا خادم ہوں۔" یہ گفتگو سن کر حضرت محمد بن علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرطِ

۳۳۔ اصول الشاشی' بحث قیاس

مسرت سے امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے پر بوسہ دیا اور رخصت ہو گئے۔ [۳۴]

علامہ شعرانی فرماتے ہیں :

ومن فتش مذهبه رضی الله تعالیٰ عنه وجده من اکثر المذاهب احتیاطا فی الدین ومن قال غیر ذٰلک فهو من جملة الجاهلین المتعصبین المنکرین علیٰ ائمة الهدیٰ بضهمه السقیم. [۳۵]

"جس نے آپ کے مذہب کا تتبع کیا ہے وہ جانتا ہے کہ آپ کا مذہب ان مذاہب میں سے ہے جن میں دینی احتیاط بہت زیادہ ہے۔ جو شخص اس کا انکار کرتا ہے وہ جاہل متعصب ہے اور کج فہمی کی بناء پر ائمہ ہدیٰ پر انکار کرتا ہے۔"

دوسری جگہ فرمایا :

وقد تتبعت بحمد الله اقواله واقوال اصحابه لما الفت کتاب ادلة المذاهب فلم اجد قولا من اقواله واقوال اتباعه الا وهو مستند الیٰ اية اوحدیث اواثر اوالیٰ مفهوم ذلك اوحدیث ضعیف کثرت طرقه اوالی قیاس صحیح علیٰ اصل صحیح فمن اراد الوقوف علیٰ ذلك فلیطالع کتابی المذکور. [۳۶]

"میں نے بحمد اللہ تعالیٰ کتاب "ادلۃ المذاہب" تالیف کرتے وقت آپ کے اور آپ کے صحابہ کے اقوال کا تتبع کیا تو آپ کا اور آپ کے تلامذہ کا ہر قول آیت' حدیث' اقوالِ صحابہ یا اس کے

۳۴۔ ابن حجر مکی' امام : الخیرات الحسان' عربی' (طبع لاہور) ص ۷۶۔۷۷

۳۵۔ عبدالوہاب الشعرانی' امام : المیزان الکبریٰ' ص ۴۷

۳۶۔ عبدالوہاب الشعرانی' امام : المیزان الکبریٰ ج ۱ ص ۶۴

مفہوم یا کثیر الطرق حدیثِ ضعیف (یعنی حدیثِ حسن) یا اصل
صحیح پر مبنی قیاس سے مستند پایا۔ جو شخص اس کی واقفیت چاہتا ہے
اسے میری کتاب مذکور کا مطالعہ کرنا چاہئے۔"

احناف کے نزدیک چونکہ لفظ خاص اپنے مدلول کو قطعی طور پر شامل ہوتا ہے اور مراد کے معلوم ہونے کی وجہ سے محتاجِ بیان نہیں ہوتا اس لئے کتاب اللہ کے خاص پر اخبارِ آحاد سے اضافہ نہیں کیا جا سکتا جبکہ ائمہ ثلاثہ اس کے قائل نہیں۔ لہٰذا خبر واحد سے کتاب اللہ پر اضافہ کر دیتے ہیں۔ امامِ مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اعضاء وضو کا پے در پے دھونا فرض ہے اس طرح کہ ایک عضو کے خشک ہونے سے پہلے دوسرا عضو دھولیا جائے۔ اس پر نبی اکرم ﷺ کے دائمی معمول کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ وضو میں بسم اللہ شریف پڑھنے کو لازم قرار دیتے ہیں اور حدیث شریف **لا وضوء لمن لم یسمّ** سے استدلال کرتے ہیں۔ امامِ شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اعضاء وضو کے بالترتیب دھونے کو فرض قرار دیتے ہیں اور حدیث پاک **لایقبل اللہ صلوٰۃ امرءٍ حتی یضع الطھور فی مواضعه فیغسل وجھه ثم یدیه** (الحدیث)۔

"اللہ تعالیٰ بندے کی نماز قبول نہیں فرماتا جب تک وہ وضو کو اس کی جگہ پر نہ
رکھے اس طرح کہ چہرہ دھوئے پھر ہاتھ دھوئے سے دلیل پیش کرتے ہیں۔"

لیکن احناف کے نزدیک جب آیت وضو میں تین اعضاء کے دھونے اور سر کے مسح کا الفاظِ خاصہ سے ذکر آچکا ہے تو اس میں بیان اور اضافے کی گنجائش نہیں ہے یہ تو نہیں ہو سکتا کہ آیت وضو سے چار چیزوں کی فرضیت ثابت ہو اور اخبارِ آحاد سے مزید اشیاء کی فرضیت ثابت کر دی جائے، البتہ تطبیق کی یہ صورت ہے کہ آیتِ مبارکہ

سے جن امور کا لزوم ثابت ہے وہ فرض ہوں اور پے در پے ادائیگی بسم اللہ شریف 'اور ترتیب وغیرہ امور جو اخبارِ آحاد سے ثابت ہیں سنت ہوں' یہی احناف کا مسلک ہے۔

پھر بانداز دگر ائمہ ثلاثہ کے دلائل پر نظر ڈالی جائے تو ظاہر ہو گا کہ وہ مفیدِ مدعا نہیں ہیں کیونکہ امامِ مالک حضور نبی اکرم ﷺ کی مواظبت کو فرضیت کی دلیل ٹھہراتے ہیں حالانکہ محض مواظبت دلیل فرضیت نہیں' دلیل سنّیت ہے۔ مثلاً" اعتکاف سنتِ مؤکدہ ہے باوجود کہ حضور ﷺ نے اس پر مداومت فرمائی 'البتہ مداومت کے ساتھ ترک کی ممانعت بھی ہو تو اس سے وجوب ثابت ہوتا ہے۔

لاوضوء لمن لم یسمّ سے امامِ احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے استدلال کا ایک جواب تو یہ ہے کہ بقول محقق علی الاطلاق ابنِ ہمام صاحبِ "فتح القدیر" اس حدیث کے تمام طرق ضعیف ہیں بلکہ امام ترمذی خود امامِ احمد سے راوی ہیں کہ اس سلسلے میں کوئی حدیث جیدّ الاسناد نہیں ہے' دوسرا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کے معارض ایک حدیث دار قطنی نے حضرت ابو ہریرہ' ابنِ مسعود اور ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص وضو کرے اور بسم اللہ شریف پڑھ لے تو اس کا پورا جسم پاک ہو جائے گا اور جو شخص اللہ تعالیٰ کا نام لئے بغیر وضو کرے اس کے صرف اعضاء وضو پاک ہوں گے۔

ان دونوں حدیثوں کے درمیان تطبیق کی صورت یہ ہے کہ بسم اللہ شریف کے بغیر وضو ہو تو جاتا ہے لیکن کامل نہیں ہوتا' لاوضوء لمن لم یسمّ کا یہی مطلب ہے اور حنفیہ کا یہی مختار ہے۔

امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیش کردہ حدیث لا یقبل اللہ صلوٰۃ امرء (الحدیث) کو امام نووی نے ضعیف کہا' امام دارمی نے کہا کہ صحیح نہیں ہے' ابنِ حجر نے

کہا لا اصل لہ‘ ظاہر ہے ایسی حدیث سے ترتیب کی فرضیت ثابت نہیں ہو سکتی‘ امام ابو داؤد راوی کہ نبی اکرم ﷺ سے وضو میں سر کا مسح رہ گیا تو آپ نے وضو کے بعد سر کا مسح فرمایا۔ اگر ترتیب فرض ہوتی تو از سر نو وضو فرماتے۔[۳۷]

دنیائے اسلام انسانیت کے عظیم محسن‘ عالم اسلام کے مسلم راہنما‘

☆ جنہیں بارگاہِ رسالت سے نویدِ بشارت ملی۔

☆ من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین سے حصہ وافر پایا‘

ائمہ اسلام نے انہیں اپنا مقتداء مانا‘

امام مالک جن کے مداح ہیں‘

☆ امام شافعی جن کے مرقدِ انور سے برکت حاصل کرتے ہیں‘

☆ قاضی ابو یوسف‘ زفر اور امام محمد‘ جن کے خوشہ چیں ہیں‘

☆ غزالی جن کے ثناخواں ہیں‘

☆ رازی جن کے سامنے طفلِ مکتب ہیں‘

☆ دنیائے اسلام کی اکثریت جن کی پیرو ہے‘

☆ ابنِ ہمام‘ برہان الدین مرغینانی اور احمد رضا خاں بریلوی جن کے مقلد ہیں‘ اس امامِ جلیل کی بارگاہ میں جس قدر ہدیۂ تبریک پیش کیا جائے‘ کم ہے۔ مولائے کریم ان کے مزارِ پر انوار پر گلہائے رحمت کی بارش فرمائے اور ان کا گلستانِ علم روز افزوں ترقی کرتا رہے‘ آمین ثم آمین۔

۳۷۔ شیخ احمد المعروف بہ ملا جیون‘ علامہ : نور الانوار (طبع لکھنؤ) ص ۱۶
عبد الحلیم مولانا : قمر الاقمار‘ ص ۱۶

امام ابو حنیفہ ہی کیوں؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو مقام محبوبیت پر فائز فرماتا ہے تو جبرائیل امین علیہ السلام کو ندا فرماتا ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت فرماتا ہے تم بھی اس سے محبت رکھو، جبرائیل امین بھی اس سے محبت رکھتے ہیں، پھر آسمان والوں میں اعلان کرتے ہیں کہ بیشک اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت فرماتا ہے تم بھی اس سے محبت رکھو، چنانچہ آسمان والے بھی اس سے محبت کرتے ہیں، پھر اس کیلئے زمین میں قبولیت رکھ دی جاتی ہے۔[1]

اس سے یہ خیال نہ کیا جائے کہ ہر وہ مرد وزن جسے روئے زمین پر مقبولیت حاصل ہو جائے اسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بھی محبوبیت حاصل ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

ان الذین آمنو وعملوا الصالحات سیجعل لھم الرحمن ودا.[2]

"بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اعمال صالحہ کئے اللہ انہیں مقام محبوبیت عطا فرمائے گا"

یعنی بارگاہِ الٰہی میں مقبولیت اور محبوبیت صرف ان خوش نصیبوں کو حاصل ہوتی ہے جو ایمان و عمل کے زیور سے آراستہ ہوں۔

قرآن و حدیث کے معیار محبوبیت کو سامنے رکھتے ہوئے صحابۂ کرام اور اہل بیت عظام کے بعد تاریخ اسلام میں تلاش کیجئے کہ اہل ایمان و تقویٰ کے نزدیک سب

۱۔ محمد بن اسمٰعیل بخاری، امام: صحیح بخاری عربی ج ۱ ص

۲۔ القرآن: (۱۹۔۹۶)

سے زیادہ محبوبیت اور مقبولیت کسے حاصل ہوئی؟ یہ تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں کہ وہ دو ہی ہستیاں ہیں۔

☆ امامِ اعظم ابو حنیفہ۔

☆ غوثِ الاعظم سیدنا شیخ سید عبد القادر جیلانی قدست اسرارھما۔

حدیث شریف میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من دل علیٰ خیرٍ فله مثل اجرِ فاعله.[۳]

"جس شخص نے کسی بھلائی کی طرف راہنمائی کی اسے عمل کرنے والے کی مثل ثواب ملے گا۔"

دنیا بھر کے مسلمانوں کی اکثریت ان دونوں اماموں کی پیروکار ہے، ایک شریعت کے امام ہیں اور دوسرے طریقت کے، اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ انہیں کتنا اجر و ثواب مل چکا ہوگا اور رہتی دنیا تک کتنا ثواب ملتا رہے گا؟

اس مقالہ کا موضوع چونکہ امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعلق ہے اس لئے آپ کی توجہ اس امر کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ امام اعظم کے پیروکار ہر دور میں بکثرت ہوئے ہیں۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی لکھتے ہیں:

"ابن خلدون نے چھ سو برس پہلے، امیر خسرو نے سات سو برس پہلے، شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی نے چار سو برس پہلے، عالم اسلام بالخصوص بر صغیر میں اہل سنت و جماعت اور حنفیوں کی اکثریت کا ذکر کیا ہے، دور جدید کے فاضل ڈاکٹر صبحی محمصانی نے احناف کو روئے زمین کے مسلمانوں کا دو تہائی قرار دیا ہے۔ یعنی

۳۔ محمد بن عبد اللہ، امام ولی الدین: مشکوٰۃ شریف، عربی، ص ۳۲

تاریخی طور پر احناف کو ملتِ اسلامیہ کا سوادِ اعظم تسلیم کیا ہے-------

امیر شکیب ارسلان نے "احسن المساعی" کے حاشیئے میں لکھا ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت ابو حنیفہ کی پیرو ہے' خود غیر مقلد حضرات میں نواب صدیق حسن خاں' مولوی ثناء اللہ امرتسری نے بھی یہی لکھا ہے اور غیر مقلد عالم مولوی محمد حسین بٹالوی نے غیر مقلدین کو "آٹے میں نمک برابر" قرار دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے امام ابو حنیفہ کو جو قبولیتِ عامہ عطا فرمائی وہ وہی مقبولیّت و محبوبیّت ہے جو وہ اپنے خاص بندوں کو عطا فرماتا ہے اور جس کا حدیث شریف میں بھی ذکر ہے۔ جو ان مقبول اور محبوب بندوں سے لڑائی مول لیتا ہے' ان سے اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے:

"وہ مجھ سے جنگ کیلئے تیار ہو جائے"

کون ایسا بد نصیب ہو گا جو اللہ سے جنگ کیلئے تیار ہو؟[۴]

حضراتِ گرامی! بعض لوگ عوام الناس کو مذہب حنفی سے برگشتہ کرنے کیلئے کہتے ہیں کہ تم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے عقیدت مند اور مرید ہونے کے دعویدار ہو تو تمہیں ان کے مذہب حنبلی پر بھی عمل کرنا چاہئے' آج کے سپیشلائزیشن کے دور میں اس قسم کے سوال کو مضحکہ خیز ہی قرار دیا جائے گا' یہ ایسے ہی جیسے کوئی شخص عارضۂ قلب کے مریض کو کہے کہ تم ہارٹ سپیشلسٹ کے پاس جا رہے ہو تو اس سے آنکھوں کی بیماری کا نسخہ بھی لکھوا لانا۔

۴۔ محمد مسعود احمد' ڈاکٹر: تقلید مطبوعہ ادارۂ مسعودیہ' کراچی ص ۱۰۔۹

انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ ہم'

☆ عقائد میں امام ابو منصور ماتریدی اور امام ابوالحسن اشعری'

☆ قراءت میں امام حفص'

☆ تفسیر میں رئیس المفسرین ابنِ عباس'

☆ بلاغت میں عبدالقاہر جرجانی'

☆ نحو میں سیبویہ'

☆ منطق و فلسفہ میں ابنِ سینا'

☆ حدیث میں ائمہ حدیث خصوصاً" امام بخاری' مسلم اور امام طحاوی کی طرف رجوع کرتے ہیں'

غرض یہ کہ ہر فن کے سپیشلسٹ کی طرف رجوع کرتے ہیں'

☆ اسی طرح طریقت میں سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی' شاہ نقشبند' خواجۂ اجمیر اور شیخ سہروردی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

☆ اور شریعت و فقہ میں امامِ اعظم ابو حنیفہ اور ان کے تلامذہ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ جبکہ کئی ممالک میں اہل سنت و جماعت امام مالک' امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے مقلد اور پیروکار ہیں۔

آج دنیائے اسلام کے مسلمان فقہی مسائل میں چار اماموں کے پیروکار ہیں' جن میں سے امام ابو حنیفہ' امام مالک کے [۵] وہ امام شافعی کے' اور امام شافعی امام احمد بن حنبل کے استاذ ہیں اور سیدنا غوثِ اعظم شیخ سید عبدالقادر جیلانی' امام احمد بن حنبل کے پیروکار اور مقلد ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

۵۔ احمد بن حجر مکی شافعی' امام: الخیرات الحسان' اردو (طبع فیصل آباد) ص ۱۸

اکثر و بیشتر محدثین شافعی تھے' یہاں تک کہ امام بخاری بھی شافعی تھے[۶] اور امام شافعی امام محمد کے اور وہ امام اعظم ابو حنیفہ کے شاگرد تھے' امام شافعی کا مشہور مقولہ ہے :

الناس عیال علی ابی حنیفة فی الفقه.[۷]

"تمام لوگ فقہ میں ابو حنیفہ کے بال بچے ہیں"

یہ امر بھی لائق توجہ ہے کہ بخاری شریف میں امام بخاری کا سرمایۂ افتخار احادیث ثلاثیات ہیں جن میں امامِ بخاری اور نبی اکرم ﷺ کے درمیان صرف تین واسطے ہیں' ان کی تعداد بائیس ہے۔ ان ثلاثیات میں سے اکثر امام مکی بن ابراہیم کی روایت ہیں اور وہ امامِ اعظم ابو حنیفہ کے شاگرد اور امام بخاری کے اکابر مشائخ میں سے ہیں۔[۸]

اس تفصیل سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ امام ابو حنیفہ واقعی امامِ اعظم ہیں اور یہ لقب انہیں ہی زیب دیتا ہے' اس کے بعد یہ سوال غیر ضروری ہو جاتا ہے کہ امامِ ابو حنیفہ ہی کیوں ؟

○

دنیائے علم و فقاہت میں امام ابو حنیفہ کو کون نہیں جانتا ؟ وہ صحابۂ کرام کے بعد قانون اسلامی کے سب سے بڑے ماہر تھے۔ جن کے فیض سے دنیا بھر کے قانون دان فیض یاب ہوتے رہے اور آئندہ بھی ان کی خوشہ چینی کرتے رہیں گے۔۔۔۔۔وہ چونکہ تابعی ہیں اس لئے رَضیِ اللہ عَنھم وَرَضوُا عَنه (اللہ ان سے راضی وہ اللہ سے راضی) کے تاجِ کرامت سے سرفراز ہیں۔ سرکارِ دو عالم ﷺ کے اس ارشاد گرامی کا

۶۔ صدیق حسن خاں بھوپالی' نواب : ابجد العلوم' ص ۸۱۱

۷۔ عبدالرحمن بن ابی بکر السیوطی' امام : تبییض الصحیفہ' عربی (طبع دکن) ص ۱۸

۸۔ حسن نعمانی' علامہ : حاشیہ تبییض الصحیفہ (طبع دکن) ص ۱۸

اشارہ واضح طور پر آپ ہی کی طرف ہے۔

لو كانَ العِلم معَلقابالثريا لَتنا وَله قَوم مّن ابنَاءِ فَارس.[9]

"اگر علم ثریا کے ساتھ بھی معلق ہوتا تو فارس کے کچھ لوگ اسے حاصل کر لیتے"۔۔۔۔۔اور

من يرد الله به خيرا يفقهه فى الدين.

"اللہ تعالیٰ جس شخص کی بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے دین کی فقاہت اور سمجھ عطا فرمادیتا ہے۔"

ان کے ماتھے کا جھومر ہے۔

امام ابو حنیفہ وہ ہیں جن کے والد حضرت ثابت اور ان کی اولاد کیلئے حضرت اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعائے برکت فرمائی۔[10] وہ امام المسلمین جنہیں ائمہ اربعہ میں یہ بھی امتیاز حاصل ہے کہ انہوں نے متعدد صحابہ کی زیارت کی اور ان سے احادیث روایت کیں۔[11] ان کی پیدائش اس زمانے (۸۰ھ) میں ہوئی جو حدیث شریف کی شہادت کے مطابق خیر القرون میں سے ہے۔ جن کا اجتہاد اور فتویٰ تابعین کے دور میں نامور علماء نے تسلیم کیا۔[12] ان کے استاذ امام اعمش نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: "اے گروہِ فقہاء! تم لوگ اطباء ہو اور ہم عطار ہیں ۔۔۔اور اے ابو حنیفہ! تم تو دونوں طرفوں کے جامع ہو (یعنی فقیہ بھی ہو اور محدث

۹۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطی، امام: تبییض الصحیفہ ص ۴

۱۰۔ جلال الدین السیوطی، امام: تبییض الصحیفہ ص ۳

۱۱۔ ایضاً: ص ۵

۱۲۔ محمد بن یوسف صالحی شافعی، امام: عقود الجمان (طبع: دکن) ص ۱۸۰۔۱۷۹

بھی)[۱۳]---ان کے جلیل القدر استاذ اور نامور محدث حضرت عمرو بن دینار ان سے حدیث کی روایت کرتے ہیں---ان کے ایک دوسرے استاذ امام اعمش جو امام بخاری اور مسلم کے استاذ الاساتذہ ہیں حج کیلئے روانہ ہوئے تو ان سے مسائل حج لکھوا کر لے گئے---انہوں نے چار ہزار علماء و مشائخ سے علم حاصل کیا' اس معاملہ میں بھی کوئی امام آپ کا ہم پلہ نہیں ہے۔[۱۴]

امامِ اعظم ابو حنیفہ کے شاگردوں کی تعداد ایک قول کے مطابق چار ہزار اور دوسرے قول کے مطابق دس ہزار ہے---ان میں سے چالیس وہ تھے جو درجۂ اجتہاد کو پہنچے ہوئے تھے---جب کوئی مسئلہ پیش آجاتا تو ان سے مشورہ اور مناظرہ کرتے' احادیث و آثار میں سے ان کے دلائل سنتے اور اپنے دلائل پیش کرتے بعض اوقات ایک ایک مہینہ یا اس سے بھی زیادہ عرصہ تک تبادلۂ خیال کرتے---جب کسی فیصلے پر پہنچ جاتے تو امام ابو یوسف اسے لکھ لیتے---یوں فقہ حنفی انفرادی نہیں بلکہ شورائی ہے جبکہ دیگر ائمہ کی فقہ ان کے انفرادی اجتہاد کا نتیجہ تھی---جب انہیں کوئی لاینحل مسئلہ پیش آجاتا تو چالیس مرتبہ قرآن پاک ختم کرتے اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسئلہ حل ہو جاتا۔[۱۵]

آپ کا ملت اسلامیہ پر احسانِ عظیم ہے کہ آپ نے سب سے پہلے فقہ کو مرتب کیا۔

آپ سے پہلے صحابۂ کرام اور ائمہ تابعین اپنے حافظے پر اعتماد کرتے تھے---

---

۱۳۔ احمد بن حجر مکی' امام: الخیرات الحسان' اردو' ص ۱۶۱

۱۴۔ محمد بن یوسف صالحی' امام: عقود الجمان ص ۱۶۱

۱۵۔ عبدالحق محدث دہلوی' شیخ محقق: تحصیل التعرف فی معرفۃ الفقہ والتصوف (قلمی) ص ۲۶

حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ علم سلب نہیں فرمائے گا' علماء کی وفات کے ذریعے سے علم سلب فرمائے گا' ان کے بعد جاہل راہنمارہ جائیں گے جو علم کے بغیر فتویٰ دیں گے' خود گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو گمراہ کریں گے۔۔۔ اس حدیث شریف کے پیش نظر امامِ اعظم نے محسوس کیا کہ بڑے بڑے علماء اٹھتے جارہے ہیں' کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگ علم ہی ضائع کر بیٹھیں۔۔۔ چنانچہ انہوں نے ابوابِ فقہ کو ترتیب دیا۔۔۔ سب سے پہلے طہارت' پھر نماز' زکوٰۃ' روزہ باقی عبادات اور معاملات کے مسائل رکھے' آخر میں مسائلِ میراث رکھے۔۔۔ بعض اہل علم نے فرمایا: "آپ نے پانچ لاکھ مسائل ترتیب دیئے"۔۔۔ آپ کے شاگردوں کی تصانیف کا مطالعہ کیجئے' اس دعوے کی تصدیق ہو جائے گی۔۔۔ آپ کا عظیم امتیاز یہ بھی ہے کہ آپ نے سب سے پہلے قواعد اجتہاد اور اصولِ فقہ کی بنیاد رکھی اور احکام کا استنباط کیا۔۔۔ آپ ہی نے سب سے پہلے کتاب الفرائض (علم میراث) وضع کی [۱۶]۔۔۔ امام محمد بن سماعہ فرماتے ہیں کہ آپ نے اپنی تصانیف میں ستر ہزار احادیث بیان کیں اور چالیس ہزار احادیث میں سے آثار (صحابہ) کا انتخاب کیا۔[۱۷]

امامِ اعظم کا مذہب دنیا کے ان خطوں میں پہنچا' جہاں دوسرے مذاہب نہیں پہنچے۔۔۔ آپ اپنے کاروبار تجارت کی آمدن پر گزر بسر کرتے تھے۔۔۔ کسی کا ہدیہ قبول نہیں کرتے تھے' بلکہ اپنی جیب سے علماء و مشائخ پر خرچ کرتے تھے۔[۱۸]

آپ کی عبادت و ریاضت کا یہ عالم تھا کہ چالیس سال عشاء کے وضو سے فجر

۱۶۔ عبدالحق محدث دہلوی' شیخ محقق : تحصیل التعرف' عربی (قلمی) ص ۲۶

۱۷۔ علی بن سلطان محمد القاری' علامہ : ذیل الجواہر المضیۃ (طبع: دکن) ج ۲ ص ۴۷۴

۱۸۔ محمد بن یوسف الصالحی الشافعی' امام : عقود الجمان' ص ۱۸۵

کی نماز پڑھی۔۔۔ تیس سال تک (ایام ممنوعہ کے علاوہ) روزے رکھے۔۔۔اکثر راتوں میں ایک رکعت میں قرآن پاک ختم کرتے۔۔۔ رمضان المبارک کے ہر دن میں ایک مرتبہ اور ہر رات میں ایک مرتبہ اور عید کے دن دو مرتبہ قرآن پاک ختم کرتے۔۔۔ ہر سال حج کرتے' اس طرح آپ نے پچپن حج کئے۔۔۔ آپ کپڑے کی تجارت کرتے تھے' ایک دفعہ کچھ کپڑے اپنے کارندے کے سپرد کئے اور اسے تاکید کی کہ ایک کپڑے میں نقص ہے۔ اسے فروخت کرتے وقت گاہک کو بتا دینا' اسے یاد نہ رہا۔۔۔ آپ نے تمام رقم صدقہ کردی جو تیس ہزار درہم تھی۔

امامِ اعظم کی عقل و دانش کا اندازہ امام شافعی کے اس ارشاد سے کیا جاسکتا ہے وہ فرماتے ہیں: "ابو حنیفہ سے زیادہ عقل مند کسی عورت نے نہیں جنا۔"[19]

ملتِ اسلامیہ کی غالب اکثریت امام اعظم ابو حنیفہ کے مذہب پر کاربند ہے' اس کے باوجود بعض لوگ جہالت یا عداوت کی بنا پر یہ پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ خود ساختہ مسائل بیان کرتے تھے اور احادیث مبارکہ کی مخالفت کرتے تھے۔۔۔ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ اس قسم کے لوگوں کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

> "جو لوگ بزرگانِ دین کو "اصحابِ رائے" کہتے ہیں۔۔۔ اگر ان کا عقیدہ یہ ہے کہ یہ بزرگ اپنی عقل سے حکم کرتے ہیں اور کتاب و سنت کی پیروی نہیں کرتے۔۔۔ تو ان کے خیال فاسد کے مطابق مسلمانوں کی اکثریت گمراہ اور بدعتی ہو گی' بلکہ مسلمانوں کے گروہ سے ہی خارج ہو گی۔۔۔ یہ عقیدہ صرف اس جاہل کا ہو

۱۹۔ محمد بن یوسف الصالحی الشافعی' امام: عقود الجمان' ص ۲۴۷

سکتا ہے جو اپنی جہالت سے بے خبر ہے' یا اس بے دین کا جس کا مقصد دین کے آدھے حصے کا باطل کرنا ہے۔۔۔۔ ناکارہ لوگوں نے چند حدیثیں یاد کرلی ہیں اور دین کو اس ہی میں منحصر قرار دے دیا ہے۔۔۔۔ جو کچھ انہیں معلوم نہیں ہے اور جو کچھ ان کے نزدیک ثابت نہیں ہے اس کی نفی کرتے ہیں۔

چوں آں کرمے کہ درسنگے نہان است
زمین و آسمانِ او ہمان است

اس کیڑے کی طرح جو پتھر میں پوشیدہ ہے' اس کی زمین بھی وہی ہے اور آسمان بھی وہی ہے۔

ان کے بے جا تعصب اور فاسد نظریات پر ہزار افسوس!۔۔۔۔ امام ابو حنیفہ فقہ کے بانی ہیں اور فقہ کے چار حصوں میں سے تین حصے ان کیلئے مسلم ہیں۔۔۔۔ باقی چوتھائی میں تمام ائمہ ان کے ساتھ شریک ہیں۔۔۔۔ فقہ میں وہ صاحبِ خانہ ہیں اور باقی سب ان کے بال بچے ہیں"[۲۰]

امام ربانی مجدد الف ثانی مزید فرماتے ہیں:

"کسی تکلف اور تعصب کے بغیر کہا جاتا ہے کہ کشف کی نظر میں مذہب حنفی عظیم دریا کی صورت میں نظر آتا ہے اور دوسرے مذاہب چھوٹی نہروں کی صورت میں دکھائی دیتے ہیں' نظر ظاہر سے بھی دیکھا جائے تو ملتِ اسلامیہ کا سوادِ اعظم (اکثریت) امام ابو حنیفہ رحمہ علیھم الرضوان کا پیروکار ہے۔۔۔۔ یہ مذہب اتباع

۲۰۔ احمد سرہندی' امام ربانی شیخ: مکتوبات فارسی دفتر دوم مکتوب ۵۵

کرنے والوں کی کثرت کے باوجود اصول و فروع میں تمام مذاہب سے ممتاز ہے اور احکام کے استنباط میں الگ طریقہ رکھتا ہے اور یہ بھی اس کے حق ہونے کی دلیل ہے۔

عجیب معاملہ ہے کہ امام ابو حنیفہ سنت کی پیروی میں سب سے آگے ہیں۔۔۔ مُرسل حدیثوں کو متصل حدیثوں کی طرح لائق اتباع قرار دیتے ہیں اور اپنی رائے سے مقدم رکھتے ہیں۔۔۔ اسی طرح حضرت خیر البشر علیہ الصلوات والتسلیمات کی صحبت کے شرف کی وجہ سے صحابی کے قول کو اپنی رائے پر مقدم رکھتے ہیں۔۔۔ جبکہ دیگر ائمہ اس طرح نہیں کرتے۔۔۔ اس کے باوجود مخالفین آپ کو "صاحبِ رائے" کہتے ہیں اور آپ کے حق میں بے ادبی کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔۔۔ حالانکہ تمام اہلِ علم آپ کے کمالِ علم اور کمال ورع و تقویٰ کے معترف ہیں۔۔۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو توفیق عطا فرمائے کہ دین کے عظیم مقتدا اور مسلمانوں کے امام اور ملتِ اسلامیہ کے سوادِ اعظم کی ایذا رسانی سے باز رہیں۔۔۔

یردون ان یطفؤا نور اللہ بافواھھم.

"یہ لوگ اللہ کے نور کو پھونکوں سے بجھانا چاہتے ہیں۔"[۲۱]

۲۱۔ احمد سرہندی، امام ربانی: مکتوبات فارسی دفتر دوم مکتوب ۵۵

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

"مقتدمین حدیث نہیں لکھتے تھے (کیونکہ احادیث ان کے حافظے میں محفوظ ہوتی تھیں)---- لیکن آج حدیث کا لکھنا واجب ہے کیونکہ آج حدیث کی ان کتابوں کے بغیر روایتِ حدیث کا کوئی راستہ نہیں ہے---- اس کے بہت سے شواہد ہیں---- اسی طرح قیاس یہ کہتا ہے کہ معین امام کی تقلید واجب ہو---- امامِ معین کی تقلید کبھی واجب ہوتی ہے اور کبھی واجب نہیں ہوتی---- جب کوئی شخص ہندوستان یا ماوراء النہر کے شہروں میں جاہل ہو (یعنی مجتہد نہ ہو) اور وہاں کوئی شافعی، مالکی یا حنبلی عالم نہ ہو، اور ان مذاہب کی کوئی کتاب بھی نہ ہو---- تو اس شخص پر امام ابو حنیفہ کے مذہب سے نکلنا حرام ہے---- کیونکہ وہ اپنی گردن سے شریعت کا قلادہ اتار دے گا اور محض بیکار ہو کر رہ جائے گا۔"[۲۲]

چونکہ پاکستان میں احناف کی اکثریت ہے اس لئے حکومت کی ذمہ داری ہے کہ ملک پاک میں فقہ حنفی کو بطور پبلک لاء نافذ کرے۔

مجاہدِ ملت مولانا محمد عبد الستار خاں نیازی نے ۱۷۔۱۶ اکتوبر ۱۹۷۸ء کو ملتان سنی کانفرنس میں خطاب کرتے ہوئے بجا طور پر فرمایا تھا :

"جس ملک میں جس فقہی مسلک کی اکثریت ہے اسے بلا چون و چرا سرکاری قانون تسلیم کر لیا گیا ہے۔ ایران میں فقہ جعفری، ترکیہ میں فقہ حنفی، مصر میں حنفی اور افغانستان میں سنی سٹیٹ کے

۲۲۔ ولی اللہ محدث دہلوی، شاہ : کتاب الانصاف (طبع : ترکیا) ص ۲۲

ساتھ فقہ حنفی کو ملکی آئین میں درج کر دیا گیا ہے۔۔۔۔ اسی برصغیر پاک وہند میں پورے ساڑھے گیارہ سو سال فقہ حنفیہ ملکی قانون رہا۔۔۔۔ اب کیا اعتراض ہے؟ موجودہ حکومت کو بلاخوف لومتہ لائم اعلان کر دینا چاہئے کہ یہاں کا ملکی قانون فقہ حنفیہ ہو گا۔۔۔۔ اقلیتوں کو پرنسپل لاء دیا جائے گا۔

جہاں تک سوادِ اعظم کا تعلق ہے، ہم اعلان کرتے ہیں کہ ہم اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے جب تک ملک میں نظام مصطفیٰ من کل الوجوہ نافذ نہیں ہوتا۔"[۲۳]

یکم رجب ۱۴۱۸ھ ۲ نومبر ۱۹۹۷ء کو امامِ اعظم سیمینار، جناح ہال، لاہور میں پڑھا گیا۔

۲۳۔ محمد صادق قصوری، میاں: مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی (۱۹۹۶ء) ج ا ص ۲۳۲

اہلِ بیت وصحابۂ کرام کی محبت اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ

ایمان و اسلام کی بنیاد اور روح اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ کی محبت اور اس کی وحدانیت پر ایمان ہے اور جو کچھ نبی اکرم سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے ہیں اسے دل وجان سے ماننا ہے۔

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دل کی گہرائی سے محبت کرنا اور آپ کے حکم کو ہر مخلوق کے حکم سے مقدم ماننا ہے، چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

لَایُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنُ هَوَاهُ تَبَعًا لِّمَاجِئْتُ بِهٖ۔(۱)

''تم میں سے کوئی شخص کامل مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کی خواہش ہمارے لائے ہوئے دین کے تابع نہیں ہوجاتی۔''

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کا یہی مطلب ہے، ورنہ سوچیے کہ سرکار کی اطاعت کے بغیر آپ کی محبت کا مطلب ہی کیا ہے؟

اقبال کہتے ہیں:

مغزِ قرآں، روحِ ایماں، جانِ دین
ہست حبِّ رحمۃٌ للعالمین

جب مخلوق میں مرکزِ محبت اللہ تعالیٰ کے حبیب محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہرے تو آپ کے ساتھ تعلق رکھنے والی ہر شے محبوب ہوگی، وہ مکہ معظّمہ کے گلی کوچے ہوں یا غارِ حراء اور غارِ ثور ہو، مدینہ طیبہ کے پہاڑ ہوں، گلیاں ہوں یا خاک کے ذرّے سب

۱۔ محمد بن عبد اللہ، امام ولی الدین: مشکوٰۃ المصابیح، ص: ۳۰

اس نسبت کی بنا پر محبوب و محترم ہوں گے۔

مولانا روم فرماتے ہیں:

خاکِ طیبہ از دو عالم بہتر است

اے خنک شہرے کہ دروے دلبر است

"مدینہ طیبہ کی خاک پاک دونوں جہانوں سے بہتر ہے۔
وہ شہر کتنا فرحت بخش ہے جہاں محبوبِ کریم ﷺ جلوہ فرما ہیں۔"

اقبال کہتے ہیں:

خیرہ نہ کرسکا مجھے جلوۂ دانشِ فرنگ

سرمہ ہے میری آنکھ کا خاکِ مدینہ و نجف

امام احمد رضا بریلوی کہتے ہیں:

ہاں ہاں رہِ مدینہ ہے غافل ذرا تو جاگ

او پاؤں رکھنے والے یہ جا چشم و سر کی ہے

اللہ اکبر! اپنے قدم اور یہ خاک پاک

حسرت ملائکہ کو جہاں وضعِ سر کی ہے (۱)

دیارِ محبوب کے گلی کوچے تو اپنی جگہ اہلِ محبت تو یہاں تک کہتے ہیں:

رضاؔ کسی سگ طیبہ کے پاؤں بھی چومے؟

تم اور آہ کہ اتنا دماغ لے کے چلے

جب دنیائے محبت کی یہ ریت ہے تو اُن خوش نصیبوں سے کیا تعلق خاطر ہو گا؟ اور ان کے احترام و تکریم کا کیا عالم ہو گا؟ جنہیں:

۱۔ احمد رضا خاں بریلوی، امام: حدائق بخشش (مسلم کتابوی، لاہور) ص ۴۵۔۱۴۴

- کاشانۂ نبوت میں زندگی کی عزیز ساعتیں گزارنے کا موقع ملا۔
- دونوں جہانوں میں اللہ تعالیٰ کے محبوب، نبی الانبیاء ﷺ کی زوجیت کا شرف ملا۔

یہی امتِ مسلمہ کی مقدس مائیں ہیں جو: "لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ" اور: "اِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ" کا مصداق ہیں۔

- جنہیں اللہ کے رسول ﷺ کی قرابت کی سعادت میسر آئی۔
- رسول اللہ ﷺ کی ذریت طاہرہ ہونے کا شرف حاصل ہے، جن کی رگوں میں حبیبِ کبریا سرورِ ہر دوسرا ﷺ کا خون دوڑ رہا ہے۔

یہی وہ مقدس ہستیاں ہیں جنہیں: "اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی" کا تاج پہنایا گیا ہے۔

- دینِ اسلام کی تبلیغ واشاعت اور سربلندی کے لئے جان و مال، اولاد و وطن اور عزت و آبرو کی قربانی کا شرف حاصل ہوا۔
- رسول اللہ ﷺ کے آگے، پیچھے، دائیں بائیں، اپنا لہو بہانے اور سروں کا نذرانہ پیش کرنے کا موقع ملا اور انہوں نے کسی قسم کا دریغ نہ کیا۔

یہی وہ ارجمند جماعت ہے، جسے "اَصْحَابِیْ كَالنُّجُوْمِ" کا تمغہ دیا گیا۔ "بِاَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمُ اهْتَدَيْتُمْ" کا میڈل ان کے سینوں پہ سجایا گیا، "يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا" کی ربانی سند عطا کی گئی۔

غرض یہ کہ جن اہلِ محبت کے نزدیک مدینۃ الرسول (صلی اللہ علی صاحبہا وسلم) کی خاک کے ذرّے اتنے مقدس ہیں کہ چومنے کے قابل ہیں۔ ان کے نزدیک محمدی سانچوں میں ڈھلے ہوئے اور قرآن و اسلام کے آئیڈیل حضرات (اہلِ بیت

اور صحابہ کرام) کس محبت و تقدیس کے حامل ہوں گے؟ یہ بات محتاج بیان نہیں ہے۔

امام احمد رضا بریلوی کہتے ہیں:

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحابِ حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی ﷺ

حضرت علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ امامِ اعظم ابوحنیفہ کے شاگرد حضرت عبداللہ ابن مبارک سے پوچھا گیا کہ امیر معاویہ افضل ہیں یا عمر بن عبدالعزیز؟ انہوں نے فرمایا:

''نبی اکرم ﷺ کی معیت میں سفر کرتے ہوئے امیر معاویہ کے گھوڑے کی ناک میں جو غبار داخل ہوا وہ بھی عمر بن عبدالعزیز کی مثل سے اتنے اتنے درجے بہتر ہے۔'' (۱)

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو اہلِ سنت کے امام ہیں، انہوں نے مسلک اہل سنت کی شرائط میں سے یہ باتیں گنوائی ہیں:

❶ نَحنُ نُفَضِلُ الشَّیخَینِ۔ ''ہم شیخین (حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق) کو فضیلت دیتے ہیں۔''

❷ وَنُحِبُّ الخَتَنَینِ۔ ''ہم نبی اکرم ﷺ کے دو دامادوں (حضرت عثمان غنی اور حضرت علی مرتضیٰ) سے محبت رکھتے ہیں۔''

❸ وَنَرَیٰ المَسحَ عَلَی الْخُفَّینِ۔ ''اور ہم موزوں پر مسح کے قائل ہیں۔'' (۲)

اور پہلی دو علامتیں ہی اس مقالے کا موضوع ہے۔

۱۔ علی بن سلطان القاری، علامہ: المرقاۃ شرح مشکوٰۃ (ملتان) ۱/۳۲

۲۔ احمد علی سہارنپوری، مولانا: بخاری شریف (عربی) ص ۳۳، حاشیہ نمبر ۱۰

●

یاد رہے کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ ۸۰ھ میں کوفہ میں پیدا ہوئے اور ۱۵۰ھ میں بغداد میں رحلت فرمائی، (۱) اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دارالحکومت بھی کوفہ ہی تھا، امام اعظم کے خاندان کے حضرت علی مرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ عنہ کے ساتھ قریبی تعلقات تھے۔

علامہ ابن حجر مکی ہیتمی فرماتے ہیں:

1. حضرت ثابت (امام اعظم کے والد) بچپن میں امام علی بن ابی طالب کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے ثابت اور ان کی اولاد میں برکت کی دعا فرمائی۔
2. امام اعظم کے دادا (ان کا نام بھی نعمان تھا) نے نوروز کے دن حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں فالودہ بھیجا تو انہوں نے فرمایا: ہمارا ہر دن نوروز ہے۔ (۲)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امام اعظم کے خاندان کے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ قریبی خاندانی تعلقات تھے۔

مولانا علی احمد سندیلوی نے ایک اشتہار شائع کیا ہے جس کا عنوان ہے ''امام اعظم کا مادری پدری نسب نامہ اور اہل بیت النبی سے قریبی رشتہ داریاں'' اس میں انہوں نے انکشاف کیا ہے کہ:

1. امام اعظم کی والدہ ماجدہ سیدہ خدیجہ صغریٰ تھیں جو کہ امام زین العابدین کی صاحبزادی تھیں۔

۱۔ عبدالوہاب شعرانی، امام: الطبقات الکبریٰ (طبع مصر) ۱/۵۳

۲۔ ابن حجر مکی، امام: الخیرات الحسان (مکتبہ نعیمیہ، لاہور) ص ۲۸

❷ خود امام اعظم کی اہلیہ محترمہ سیدہ فاطمہ مسکین تھیں، جو حضرت امام جعفر صادق کی صاحبزادی تھیں۔

❸ امامِ اعظم کے صاحبزادے حضرت حماد کا عقد نکاح سیدہ فاطمہ سے ہوا تھا جو حضرت امام محمد موسیٰ کاظم کی صاحبزادی تھیں۔

اس حوالے کی روشنی میں دو باتیں ثابت ہوئیں:

❶ امام اعظم ابو حنیفہ کا تعلق ائمہ اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ صرف ایمانی اور علمی نہ تھا بلکہ مصاہرت کا تعلق بھی تھا۔

❷ یہ کہنا غلط ثابت ہوا کہ سیدزادی کا نکاح کسی صورت میں غیر سید سے نہیں ہو سکتا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دفاع

بعض لوگ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر اعتراض کرتے تھے کہ انہوں نے جنگ جمل میں محرم کے بغیر سفر کیوں کیا؟ جب کہ عورت کے لئے محرم کے بغیر مسافتِ قصر کا سفر کرنا جائز نہیں ہے۔

امام اعظم نے اہل بیت کا دفاع کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ تمام امت کی ماں ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ" "نبی اکرم ﷺ کی بی بیاں مومنوں کی مائیں ہیں اور یہ بھی فرمایا: وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَاۤ اَنْ تَنْكِحُوْۤا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖۤ اَبَدًا۔ "تمہارے لئے جائز نہیں کہ اللہ کے رسول کو ایذا دو اور نہ ہی یہ جائز ہے کہ کبھی بھی ان کی بیبیوں سے نکاح کرو—— ان آیات سے ثابت ہوا کہ تمام مومن سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے محرم ہیں۔

۱۔ موفق الدین کردی، امام: مناقب کردی، ۱/۳۲۴ (بحوالہ اہل بیت اور امام اعظم)

شیخین کریمین کی عظمت و فضیلت

عبدالرحمٰن بن عبدویہ الیشکری کہتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں مدینہ منورہ حاضر ہوا تو حضرت امام ابوجعفر محمد بن علی (امام محمد باقر) کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اللہ تعالیٰ آپ کو خیر و عافیت عطا فرمائے، آپ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ابوبکر اور عمر پر رحم فرمائے (یعنی ہم ان کے لئے دعا کرتے ہیں) میں نے کہا: ہمارے ہاں عراق میں کچھ لوگ کہتے ہیں کہ آپ ان سے براءت (اور بیزاری) کا اظہار کرتے ہیں، فرمایا: معاذاللہ! (اللہ کی پناہ) رب کعبہ کی قسم! انہوں نے جھوٹ بولا، مزید فرمایا:

''آپ کو معلوم نہیں ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ نے اپنی اور سیدہ فاطمہ کی صاحبزادی ام کلثوم کا نکاح حضرت عمر بن خطاب سے کیا تھا؟ جانتے ہو کہ ام کلثوم کون ہیں؟ ان کی دادی سیدۃ نساء اھل الجنۃ سیدہ خدیجہ ہیں، ان کے جد امجد اللہ کے رسول خاتم النبیین اور سید المرسلین اور رسولِ رب العالمین ﷺ ہیں، ان کی والدہ سیدۃ نساء العالمین سیدہ فاطمہ زہراء ہیں، ان کے بھائی اہل جنت کے جوانوں کے سردار حسن و حسین ہیں اور ان کے والد وہ ہیں جو اسلام میں صاحبِ شرافت و منقبت ہیں یعنی حضرت علی بن ابی طالب (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

اگر عمر بن خطاب ام کلثوم کے لائق نہ ہوتے تو حضرت علی مرتضیٰ ام کلثوم کا نکاح ان سے ہرگز نہ کرتے۔'' (۱)

۱۔ حسین بن علی صیمری، امام: اخبار ابی حنیفہ واصحابہ (طبع لاہور) ۸۲۔۸۱

حضرت عثمان غنی کی براءت کا بیان

کوفے میں ایک شخص رہتا تھا، وہ کہتا تھا کہ (معاذ اللہ!) عثمان غنی یہودی تھے، امام اعظم اس کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: ''میں تمہاری لڑکی کے لئے نکاح کا پیغام لے کر آیا ہوں''، اس نے پوچھا: ''کس کے لئے''؟ فرمایا:

''ایک معزز شخص کے لئے جو مالدار بھی ہے، قرآن پاک کا حافظ بھی ہے، سخی بھی ہے، ساری رات ایک رکعت میں گزار دیتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کے خوف سے بہت رونے والا ہے۔''

اس نے کہا ''ابوحنیفہ! اس سے کم صفات بھی ہوں تو وہ شخص قابلِ قبول ہے،'' آپ فرمایا: ''اس میں ایک نقص ہے''، پوچھا: ''وہ کیا''؟ کہنے لگے: ''وہ یہودی ہے''۔ کہنے لگا: ''سبحان اللہ! آپ مجھے یہ مشورہ دیتے ہیں کہ میں اپنی بیٹی کا نکاح یہودی سے کر دوں''؟ فرمایا: ''تم اپنی بیٹی کا نکاح اس سے نہیں کرو گے؟ اس نے کہا: ہرگز نہیں، اس کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا''، امام اعظم نے فرمایا:

''پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو بیٹیوں کا نکاح ایک یہودی سے کس طرح کر دیا تھا؟

اسے فوراً بات سمجھ میں آ گئی کہنے لگا:

''میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں معافی مانگتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔''(۱)

نبی اکرم ﷺ کی اولاد امجاد سے محبت

فقہِ اکبر امام اعظم کا مختصر ترین رسالہ ہے جس میں انہوں نے اسلامی عقائد بیان کئے ہیں، اس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادوں اور صاحبزادیوں کا نام بنام تذکرہ اس طرح کیا ہے:

۱۔ محمد بن یوسف صالحی، امام: عقود الجمان عربی (طبع دکن) ص ۲۶۵

۲۔ ایضاً: ص ۲۷۳

وَقَاسِم" وَطَاهِر" وَاِبْرَاهِيمُ كَانُوا ابْنَي رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ وَفَاطِمَةُ وَزَيْنَبُ وَرُقَيَّةُ وَاُمُّ كُلْثُوْمٍ كُنَّ جَمِيْعًا بَنَاتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ وَرَضِيَ عَنْهُنَّ۔(۱)

تین صاحبزادوں اور چار صاحبزادیوں کا نام بنام ذکر کیا ہے اور اس جگہ قابل توجہ بات یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے اسم مبارک کے ساتھ جو درود شریف لکھا ہے اس میں آل کا بھی ذکر ہے اور آل کے ساتھ علیٰ کا اضافہ بھی ہے (وَعَلٰى آلِهٖ) اور یہ اہل سنت کی نشانی ہے کہ "عَلٰی" کے ساتھ آل کا ذکر کرتے ہیں، اس کے بعد صاحبزادیوں کے لئے دعائیہ کلمہ پورے اہتمام سے لائے ہیں "رَضِيَ عَنْهُنَّ" "اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہو۔"

حضرت علی مرتضیٰ سے عقیدت

اس سے پہلے یہ بات گزر چکی ہے کہ حضرت عثمان غنی اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم کی محبت کو امام اعظم مسلک اہل سنت کی شرائط میں سے قرار دیتے ہیں۔

بنوامیہ کے دور میں حضرت اسد اللہ الغالب سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا نام لینا بھی جرم تصور کیا جاتا تھا، اس دور کے علماء بوقت ضرورت یہ کہتے تھے کہ شیخ نے یہ فرمایا اور حضرت حسن بصری فرماتے تھے کہ "ابوزینب" نے یہ فرمایا ہے، اس نازک دور میں خلیفۂ وقت کے دربار میں ایک مسئلے پر گفتگو شروع ہوگئی، مسئلہ یہ تھا کہ "ایک شخص نے ایک عورت سے اس کی عدت میں نکاح کرلیا ہے" اس کا کیا حکم ہے؟ امام اعظم نے فرمایا کہ میرے نزدیک اگرچہ حضرت عمر فاروق افضل ہیں تاہم اس مسئلے میں مجھے حضرت علی مرتضیٰ کا قول زیادہ وزنی معلوم ہوتا ہے۔(۲)

۱۔ نعمان بن ثابت، امام اعظم: فقہ اکبر مع شرح ملا علی قاری (طبع مصر) ص ۱۰۹

۲۔ مناقب کردی: ۱/۱۰۴، طبع لاہور (بحوالہ اہل بیت اور امام اعظم)

یہ امامِ اعظم کی جرأت کا مظاہرہ بھی ہے اور حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ سے محبت کا ثبوت بھی ہے۔

جنگ صفّین میں بے شمار کشت و خون کے بعد فریقین کا تحکیم پر اتفاق ہو گیا، یعنی ایک حکم (فیصل) آپ کی طرف سے اور ایک ہماری طرف سے مقرر کیا جائے جو وہ فیصلہ کریں وہی فریقین کو منظور ہو گا۔ خوارج جو اہل بیت کی دشمنی میں مشہور ہیں انہوں نے دونوں فریقوں کو کافر قرار دیا کیونکہ قرآن پاک میں ہے ''اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ'' حکم صرف اللہ کے لئے ہے اور ان دونوں فریقوں نے بندوں کو حَکَم مان لیا ہے۔

ابو الولید طیالسی کہتے ہیں کہ ضحاک شاری خارجی کوفے میں آیا اور امام ابو حنیفہ کو کہنے لگا: توبہ کرو، فرمایا: کس چیز سے توبہ کروں؟ کہنے لگا کہ آپ دو حَکَم مقرر کرنے کو جائز قرار دیتے ہیں، امام صاحب نے فرمایا: تم مجھے قتل کرنا چاہتے ہو یا مناظرہ کرو گے؟ اس نے کہا مناظرہ کروں گا۔

امام صاحب نے فرمایا:

اگر میرا اور تمہارا کسی بات پر اختلاف ہو گیا تو فیصلہ کون کرے گا؟ کہنے لگا: آپ جسے چاہیں مقرر کر لیں، امام صاحب نے ضحاک کے ایک ساتھی کو اشارہ کیا کہ یہاں بیٹھ جا اور ہمارے درمیان فیصلہ کر، پھر ضحاک کو فرمایا: کیا تم اسے اپنے اور میرے درمیان حاکم مانتے ہو؟ اور اس کا فیصلہ قبول کرتے ہو؟ اس نے کہا ہاں، آپ نے فرمایا: مناظرہ ختم، تم نے تحکیم کو جائز مان لیا، ضحاک لاجواب ہو گیا۔'' (۱)

خارجیوں کے مقابلے میں تحکیم کی تائید اور حضرت علی مرتضٰی کی حمایت کرنا جان کی بازی لگانے کے برابر تھا لیکن امامِ اعظم نے ذرہ برابر پروانہ کی اور اپنے موقف پر قائم رہے۔

امام محمد باقر سے گفتگو اور ان کا احترام

ایک دفعہ امامِ اعظم حج کرنے گئے تو مدینہ طیبہ بھی حاضر ہوئے، وہاں امام زین العابدین کے صاحبزادے جامع العلوم حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی، انہوں نے فرمایا: آپ وہ ہیں جس نے قیاس کے ذریعے میرے جد امجد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت کی ہے؟

امام صاحب نے عرض کی:

''اللہ کی پناہ! کہ میں ایسا کام کروں، آپ تشریف رکھیں، کیونکہ آپ کی عزت و تکریم ہم پر اسی طرح لازم ہے۔ جس طرح آپ کے جد امجد کی تعظیم ہم پر لازم ہے۔''

امام محمد باقر بیٹھ گئے، امام ابو حنیفہ ان کے سامنے دو زانو ہو کر بیٹھ گئے، اور کہنے لگے جناب! میں آپ سے تین مسئلے دریافت کرتا ہوں آپ جواب دیجئے!

1. ''مرد کمزور ہے یا عورت؟''

فرمایا: ''عورت۔''

اور ''وراثت میں مرد اور عورت کا حصہ کتنا ہے؟''

فرمایا: ''عورت کا حصہ مرد سے آدھا ہے۔''

امام ابو حنیفہ نے عرض کیا ''کہ اگر میں قیاس کی بنا پر حکم لگاتا تو اس کے برعکس فتویٰ دیتا، یعنی مرد کو آدھا حصہ اور عورت کو پورا حصہ دیتا کیونکہ عورت مرد کی نسبت کمزور ہے، اس لئے اسے زیادہ حصہ ملنا چاہیے۔''

2. ''نماز افضل ہے یا روزہ؟''

فرمایا: ''نماز افضل ہے۔''

امام ابو حنیفہ نے عرض کیا کہ ''اگر میں قیاس کی بنا پر حکم کرتا تو کہتا کہ عورت

حیض کے دنوں کی نماز قضا کرے گی روزہ قضا نہیں کرے گا کیونکہ نماز زیادہ اہم ہے۔“

③ ”پیشاب زیادہ پلید ہے یا مادہ منویہ؟“

فرمایا: ”پیشاب۔“

امام ابوحنیفہ نے عرض کیا کہ ”اگر میں قیاس سے کام لیتا تو یہ کہتا کہ مادہ منویہ کے خارج ہونے سے غسل لازم نہیں، بلکہ پیشاب کرنے سے لازم آتا۔“

اللہ کی پناہ! اس بات سے کہ میں حدیث کے خلاف فتویٰ دوں میں تو حدیث کے گرد ہی گھومتا ہوں۔“

امام محمد باقر فرط مسرت سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور امام ابوحنیفہ کے منہ کو بوسہ دیا۔ (۱)

امام جعفر صادق سے استفادہ

امام ابوحنیفہ اور امام جعفر صادق دونوں ایک دوسرے کا احترام کرتے تھے،

علامہ ذھبی نے تذکرۃ الحفاظ میں لکھا ہے کہ ابوحنیفہ نے فرمایا کہ:

”میں نے (اہل بیت میں) امام جعفر بن محمد۔ سے بڑھ کر کوئی فقیہ نہیں دیکھا۔“

علامہ کردی کا بیان ہے کہ عبدالعزیز بن ابی رواد کہتے ہیں کہ ہم امام جعفر بن محمد کے ساتھ حطیم میں تھے، اتنے میں امام ابوحنیفہ آئے اور سلام کہا، امام جعفر صادق نے سلام کا جواب دیا اور امام صاحب کے ساتھ معانقہ کیا اور آپ کے خادموں کے بارے میں پوچھا، جب امام صاحب چلے گئے تو کسی شخص نے عرض کیا: اے فرزندِ رسول! کیا آپ ان کو جانتے ہیں؟ امام جعفر صادق نے فرمایا: میں نے تجھ سے زیادہ بے وقوف نہیں دیکھا، میں ان سے ان کے خادموں تک کا حال پوچھ رہا ہوں اور تو کہتا ہے کہ آپ ان کو جانتے ہیں؟

۱۔ محمد بن یوسف صالحی، امام: عقود الجمان، ص ۱۷۹

یہ امام ابوحنیفہ ہیں جو اپنے شہر کے سب سے بڑے فقیہ ہیں۔(۱)

اگر دو سال نہ ہوتے تو نعمان ہلاک ہوجاتا

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ آخری عمر میں دو سال علمِ طریقت میں مشغول ہوئے اکثر علماء کے نزدیک آپ کے پیر طریقت حضرت امام جعفر صادق ہیں، اسی لئے امام اعظم نے یہ مشہور مقولہ ارشاد فرمایا تھا:

لَوْلَا السَّنَتَانِ لَهَلَکَ النُّعْمَانُ

''اگر دو سال نہ ہوتے تو نعمان ہلاک ہوجاتا۔''(۲)

حضرت زید بن علی کی محبت وحمایت

امام زین العابدین کے صاحبزادے حضرت امام زید نے بنوامیہ کے خلیفہ ہشام بن عبدالملک کے دورِ حکومت میں علمِ جہاد بلند کیا، چند دنوں میں صرف کوفہ کے پندرہ ہزار افراد نے آپ کی بیعت کرلی، حضرت زید بن علی نے امام ابوحنیفہ کو بلایا تو آپ نے پیغام بھیجوایا:

''اگر مجھے یقین ہوجاتا کہ آپ کے اردگرد بیٹھنے والے آپ کے ساتھ غدّاری نہیں کریں گے تو میں آپ کی پیروی کرتا مگر مجھے خدشہ ہے کہ یہ لوگ (کوفی) آپ سے غداری کریں گے اور آپ کو دھوکہ دیں گے جس طرح آپ کے والد ماجد کو دھوکا دیا تھا، میرے لئے ایک ہی راستہ رہ گیا ہے کہ میں آپ کی مالی امداد اس طرح کروں کہ کسی غدّار کو اس کی خبر تک نہ ہو۔''

اس کے ساتھ ہی دس ہزار درہم بھجوائے اور پیغام دیا کہ یہ نذرانہ ہے۔(۳)

۱۔نور بخش توکلی، علامہ: امام اعظم پر اعتراضات کی حقیقت (فرید بک سٹال) ص:۱۱۳

۲۔محمد غوث، مولانا: حجۃ السالکین فی ردالمنکرین (طبع بمبئی) ص ۹۳

۳۔موفق الکرد، امام: مناقب موفق، ص ۲۷۵

مختصر یہ کہ امام اعظم ابوحنیفہ کو مسلک اہل سنت و جماعت کے مطابق اہل بیت کرام اور صحابۂ کرام کے ساتھ سچی محبت تھی۔

قصیدہ نعمانیہ کے آخر میں کہتے ہیں:

صَلّٰی عَلَیْکَ اللّٰہُ یَاعَلَمَ الْھُدٰی　　مَاحَنَّ مُشْتَاقٌ اِلٰی مَثْوَاکَ

وَعَلٰی صَحَابَتِکَ الْکِرَامِ جَمِیْعِھِمْ　　وَالتَّابِعِیْنَ وَکُلِّ مَنْ وَّالَاکَ

- اے ہدایت کے جھنڈے! آپ پر اللہ کی رحمت ہو جب تک شوق والا آپ کے روضۂ اقدس کے شوق میں روتا رہے۔
- اور آپ کے تمام صحابۂ کرام پر، تابعین پر اور آپ کے ہر محب پر۔

کتابیات

۱۔ القرآن الحکیم: ۹۶/۱۹

۲۔ ابنِ حجر مکی شافعی، امام: خیرات الحسان (عربی)، مطبوعہ

۳۔ ابن حجر مکی شافعی، امام: الخیرات الحسان (اردو) مطبوعہ فیصل آباد، لاہور

۴۔ ابن حجر مکی شافعی، امام: الصواعق المحر قہ

۵۔ ابن عابدین شامی، علامہ: ردالمحتار، جلد۱

۶۔ ابو جعفر محمد بن احمد الطحاوی: شرح معانی الآثار، جلد۲۔ مبطوعہ کراچی

۷۔ الذہبی، علامہ: تذکرۃ الحفاظ، مطبوعہ بیروت، لبنان

۸۔ احمد سرہندی، امام ربانی شیخ: مکتوبات (فارسی) دفتر دوم

۹۔ احمد رضا بریلوی، امام: الفضل الموھبی،، مطبوعہ لاہور

۱۰۔ احمد رضا خاں بریلوی، امام: حدائق بخشش، مطبوعہ لاہور

۱۱۔ حسین بن علی الصیمر ی: اخبار ابی حنیفہ واصحابہ، طبع لاہور

۱۲۔ احمد علی سہارنپوری، مولانا: بخاری شریف (عربی)

۱۳۔ حسن نعمانی، علامہ: حاشیہ تبییض الصحیفہ، مطبوعہ حیدرآباد دکن

۱۴۔ شیخ احمد المعروف بہ ملاجیون، علامہ: نورالانوار مطبوعہ لکھنو

۱۵۔ صدیق حسن خان بھوپالی، نواب: ابجد العلوم

۱۶۔ عبدالقادر القرشی، امام: الجواہر المضیہ، جلد دوم، مطبوعہ حیدرآباد، دکن

۱۷۔ عبدالاول جونپوری: مقدمہ مفید المفتی، مطبوعہ ملتان

۱۸۔ عبدالوہاب عبداللطیف: حاشیہ الصواعق المحر قہ، مطبوعہ قاہرہ، مصر

۱۹۔ عبدالوہاب شعرانی، امام: المیز ان الکبریٰ، جلد۱، مطبوعہ مصر

۲۰۔ عبدالوہاب شعرانی، امام: الطبقات الکبریٰ، مطبوعہ مصر

۲۱۔ عبدالعزیز پرہاروی: کوثر النبی، جلد۱، مطبوعہ ملتان

۲۲۔ عبدالرحمن بن ابی بکر جلال الدین سیوطی، امام: تبییض الصحیفہ، مطبوعہ حیدرآباد، دکن

۲۳۔ علی ہجویری، داتا گنج بخش، سید: کشف المحجوب، مترجم مولانا ابوالحسنات قادری

پیر علم و عمل کے سورج تم ہی ہو
سب ہیں تمہارے تارے
تم ہی سے چمکا ہے جو بھی چمکا
امام اعظم ابو حنیفہ
جو تیری تقلید شرک ہوتی
محدثین سارے ہوتے مشرک
بخاری و مسلم ابن ماجہ
امام اعظم ابو حنیفہ
حکیم امت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ